اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد
عالمِ ربّانی مُحدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں
بانیٔ جامعہ مدنیہ جدید

مارچ ۲۰۲۳ء

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۳	شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ / مارچ ۲۰۲۳ء	جلد : ۳۱

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ 40 روپے......سالانہ 500 روپے
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال
00954-020-100-7914-2	بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)	برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر
رابطہ نمبر : 0333-4249302	امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35399051	جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35399052	www.jamiamadniajadeed.org
موبائل : 0333 - 4249301	E-mail: jmj786_56@hotmail.com
دارُالافتاء : 0423 - 35399049	darulifta@jamiamadniajadeed.org

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
تبلیغ کا آغاز .... تعلیمات کا دوسرا رُخ	حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۱۵
حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے مناقب	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۵
رمضان شریف ، شبِ قدر ، اعتکاف	حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۲۹
روزہ اور اُس کی اقسام	حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجھانویؒ	۳۸
فضیلت کی راتیں (قسط : ۲)	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۰
جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف	مولانا محمد حسین صاحب	۵۶
نتائج سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۴

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جا سکتے ہیں

www.jamiamadniajadeed.org/maqalat

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

۳ رشعبان المعظم جمعہ کے بیان میں پاکستانی قوم کی عمومی اور سطحی سوچ پر گفتگو ہوئی پھر خیال ہوا کہ اِس کو قلمبند کر کے نظرثانی کے بعد کچھ مناسب ردّوبدل کر کے بطورِ ''حرفِ آغاز'' شائع کر دیا جائے ! لہٰذا بطورِ تمہید و برہان اس کی ابتداء باری تعالیٰ کے ارشاد سے کی جاتی ہے

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءً فَلَا مَرَدَّلَہٗ وَ مَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ﴾ (سُورۃ الرعد : ۱۱)

''مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عنایات و مہربانیوں سے کسی قوم کو اُس وقت تک محروم نہیں فرماتے جب تک کہ وہ قوم خود ہی سرکشی اور نافرمانی کرتی چلی جائے اور مکمل ڈھٹائی اختیار کر کے رُکنے کا نام نہ لے پھر جب اللہ تعالیٰ ارادہ کر لیں قوم کی بربادی کا تو وہ ٹلا نہیں کرتی اور اُس (اللہ) کے سوا کوئی مددگار نہیں''

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :

﴿ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ ﴾ (سُورۃ محمد : ۳۸)

''یعنی اگر تم منہ پھیر لو گے تو اللہ کو بھی تمہاری پروا نہیں ہے وہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لا کھڑا کرے گا پھر وہ تمہارے جیسے نالائق و بدعہد نہ ہوں گے''

☆

آپ حضرات اور ہم سب ایک جملہ بہت عرصہ سے سنتے رہتے ہیں اور خود بھی کہتے رہتے ہیں کہ پاکستان جن حالات میں باقی ہے اور قائم ہے یہ اللہ کی خاص ''رحمت'' ہے ! پاکستان کا اِن حالات میں باقی رہنا ایک ''معجزہ'' ہے ! اور پاکستان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ یہ کلمے کے نام پر بنا ہے ! ! یہ جملے آپ اور ہم بارہا کہتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں !

یہ بہت خطرناک جملہ ہے ! یہ جملہ اللہ سے مذاق ہے ! سچ تو یہ ہے کہ ہم اور آپ کو یہ جملہ کہنا زیب نہیں دیتا ! کیونکہ عوام ہوں یا خواص، فوجی قیادت ہو یا عوامی قیادت، سارے کے سارے مجرم ہیں تو مجرم پر گرفت نہ ہو اور پکڑ نہ آئے سخت، اس کو ڈھیل تو کہا جا سکتا ہے اسے رحمت نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ کی رحمت ہے ! ! تو کیا یہ اللہ سے مذاق نہیں ہے ؟ کیا یہ اللہ کے غضب کو اور زیادہ دعوت نہیں دے رہا کہ ہم بحیثیت قوم کے مسلسل نیچے دھنستے چلے جا رہے ہیں اور عذاب میں مبتلا ہیں ! ؟ ایک مصیبت پھر مصیبت، پھر اُس مصیبت پر مصیبت ! کیا یہ چیزیں نہیں ہو رہیں ہمارے ساتھ ؟ چالیس پچاس پہلے آدھا ملک ٹوٹ کے ختم نہیں ہو گیا ؟ اس کے بعد سے پھر ہم یہی جملہ اُس وقت بھی کہتے تھے اس سے پہلے بھی کہتے تھے اور آج بھی وہی جملہ رٹ رہے ہیں ! توبہ استغفار اور رجوع نہیں کر رہے جو جس گناہ میں مبتلا ہے اُس پر قائم ہے مضبوط ہے اور ڈٹا ہوا ہے اور کہتا ہے بس اللہ بڑا مہربان ہے ! تو بحیثیت قوم کے ہم مجرم ہیں، لیڈر بھی مجرم ہے عوام بھی مجرم ہے، فوجی لیڈر بھی مجرم ہے اور سول لیڈر بھی مجرم ہے، اور بحیثیت اجتماعی مجرم بھی ہیں ! اور بحیثیت اجتماعی گناہ پر ڈٹے بھی ہوئے ہیں ! اور بحیثیت اجتماعی اللہ سے رحمت کے اُمیدوار بھی ہیں ! اور اس کو ''معجزہ'' کہتے ہیں ! کتنی بڑی جہالت کتنی بڑی نادانی، کتنی بڑی اپنے آپ سے دشمنی ہے یہ جو ہم کر رہے ہیں ! ہندوستان کو ہم سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہودی ہمارے خلاف لڑنے کو میدان میں آئے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب ہم اپنے لیے دشمن بن گئے تو ہم نے ان کا کام آسان کر دیا، ہم خود پٹ رہے ہیں اور تباہ ہو رہے ہیں اور مٹ رہے ہیں انہیں ضرورت نہیں ہے ! بحیثیت قوم ہم سارے کے سارے منافق ہیں،

ساری قیادت منافق ہے ،ووٹ دینے والے بھی منافقت کرتے ہیں اور ووٹ لینے والے بھی منافقت کرتے ہیں ! !

تو یہ کہنا کہ پاکستان کا بننا معجزہ ہے،تو معجزہ کہہ سکتے ہو کہ اللہ نے ہمیں نعمت دی تھی انعام کیا تھا مگر اِس معجزے کے جواب میں ہم نے کیا کیا ؟

قرآن تو معجزہ ہے ! لیکن قرآن کے ساتھ ہمارا جو سلوک ہے کیا یہ بھی معجزہ ہے ؟ زِنا ہم کرتے ہیں، جھوٹ ہم بولتے ہیں، شراب ہم پیتے ہیں، منافقت ہم کرتے ہیں، کیا قرآن اِن کی مذمت نہیں کر رہا ؟ تو قرآن معجزہ ہے لیکن قرآن کے ساتھ ہمارا ٹھٹھہ اور مذاق کیا یہ بھی معجزہ ہے یا یہ جرم ہے ؟ بتائیے جرم ہے یا نہیں ہے ؟ ہم سارے کے سارے اس جرم میں مبتلا ہیں ، بہت بڑا مغالطہ ہے بہت بڑا دھوکہ ہے ہمارے لیڈروں کو ہماری ایجنسیوں کو، ایجنسیوں کے حضرات بھی ملتے ہیں تو وہ بھی ایسی باتیں ہم سے کرتے ہیں کہ نہیں جی پاکستان کو کچھ نہیں ہوتا یہ معجزہ ہے اللہ کا !

ہم سوچتے ہیں کہ یا اللہ اِن سے زیادہ بھی کوئی نادان ہے جو جرم کو عبادت سمجھ رہے ہیں ! اور بد بخت یہودیوں کی طرح اپنے کو اللہ کا لاڈلا سمجھتے ہوئے اُس کی ڈھیل کو رحمت سمجھ رہے ہیں ! تو بحیثیت مجموعی ہم بہت بڑے گناہ میں مبتلا ہیں، بہت بڑی معصیت میں مبتلا ہیں،عورت بھی مرد بھی ! بے پردہ عورتیں پھر رہی ہیں ، پہنائیں برقعہ ذرا پھر دیکھیں آج ہی گھر میں جھگڑا شروع ہوجائے گا ، اگر کسی کو توفیق ہے کہ میں پردہ کراؤں گا تو جا کر بہنوں سے کہہ کر دیکھو، کتنا گھر میں طوفان برپا ہوجائے گا ! ماں بھی اُس بیٹی کی حمایت میں میدان میں آجائے گی اَبا بھی آجائیں گے !

ڈاڑھی باپ بھی مونڈھ رہا ہے، دادا بھی مونڈھ رہا ہے، نانا بھی مونڈھ رہا ہے، پوتا اور نواسہ بھی مونڈھ رہا ہے اور اس پر ڈَٹے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں اللہ کی رحمت ہے ہم پر ! روز آئینہ کے سامنے جا کر اس پر کریم ملتے ہیں اور بھوت جیسی شکل بنا کر اللہ کے نبی کی سنت کا مذاق اُڑاتے ہیں ! ! نماز نہیں پڑھیں گے لیکن یہ کام ڈاڑھی مونڈھنے کا ضرور کریں گے، نمازِ فجر جو فرض ہے روز پڑھنا وہ نہیں پڑھیں گے

مگر یہ کام کریں گے اور کہیں گے اللہ بڑا مہربان ہے ! یہ کفریہ جملے ہیں توبہ کرنی چاہیے، یہ سوچ اور یہ جملے ہمارے ایمان سے تعلق کو کم کرتے چلے جائیں گے حتی کہ خدانخواستہ خطرہ ہے کہ ہمارے دلوں سے اللہ ایمان نکال ہی نہ دے کہیں ؟ ! کہ جاؤ ! !

اب جو مدارس کے خلاف حکومتوں اور عالمی اداروں کے منصوبے ہیں، کیا یہ ہمارے ایمان کے خلاف منصوبہ نہیں ہے ؟ اگر مدرسہ ختم ہوگیا تو کیا ایمان ہماری نسلوں کا باقی رہ سکے گا ؟ ؟ کون ہوگا جو ہماری نسلوں کو اِیمان کی شمع دکھائے گا ؟ کیا یونیورسٹی دکھائی گی کالج دکھائے گا ؟ وہاں تو پہلے ہی شمع بجھی ہوئی ہے وہ تو اَندھیر نگری ہے ! اندھیرا دِکھاتے ہیں اور اندھیرا پڑھاتے ہیں، تو ایمان کو چھیننے کا انتظام ہورہا ہے ! اللہ سے ڈرو ! !

یہ جملہ کہ یہ معجزہ ہے یہ اللہ کی رحمت ہے ہمارے ساتھ، یہ اہلِ بدر کہہ سکتے ہیں، یہ جملہ بدریوں کو جچتا ہے ! یہ جملہ خیبر کے مجاہدین اور صحابہ کو جچتا ہے، خندق کے میدان میں اُترنے والے صحابہ پر جچتا ہے یہ جملہ، کیونکہ بدر کی فتح ایک معجزہ ہے، خیبر کی فتح ایک معجزہ ہے، اُحد کی فتح ایک معجزہ ہے، خندق کی فتح ایک معجزہ ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہمیں مل گئے اور ہم انہیں مل گئے ہم ان کے صحابی بن گئے یہ اللہ کا ایک معجزہ ہے یہ اللہ کی ہم پر ایک رحمت ہے ! وہ یہ جملے کہہ سکتے ہیں، یہ جملے اُن پر جچتے ہیں ! اور ہم جو زِنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں جو رشوت لیتے دیتے ہیں جو ہر قسم کی نافرمانی اور معصیت کررہے ہیں وہ یہ جملے کہیں اور گناہ کرتے جائیں اور کہیں کہ اللہ کی رحمت ہے، اللہ بڑا مہربان ہے، کیا یہ اللہ سے بغاوت نہیں ہے ؟ کیا یہ حرکت اُس کے غصے کو دعوت نہیں دے گی ؟ اور کیا یہ بات مصیبت پر مصیبت کو دعوت نہیں دے گی ؟ ہم سب اِن گناہوں میں مبتلا ہیں !

یاد رکھو ہم سب تباہی کی طرف جارہے ہیں میں آپ کو آئینہ دکھاتا ہوں، یہ مطلب نہیں کہ آپ جائیں مصیبت میں، میں نہیں جارہا بلکہ بحیثیت مجموعی سب جائیں گے حتی کہ صوفی، بزرگ، قطب، ابدال سب عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے خدانخواستہ !

کیونکہ حدیث میں آتا ہے جب اس قسم کی کوئی بات ہوئی تو صحابہ نے پوچھا حضرت جو بیچ میں صالحین ہوں گے اُن کا کیا بنے گا ؟ فرمایا دنیا میں ایک جیسا سلوک ہوگا صالحین کے ساتھ بھی پیروں کے ساتھ بھی اُستادوں کے ساتھ بھی قطب اور اَبدال سب کے ساتھ مگر آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے لیکن دنیا میں جب مصیبت آئے گی تو اس میں وہ بھی لپیٹ میں آئیں گے ! ! جب گناہ عام ہوجائے گا اور عام گناہ پر اللہ کی پکڑ آئے گی تو پھر زلزلہ آنے سے پہلے، سیلاب آنے سے پہلے کوئی فرشتہ نہیں آئے گا کہ جو اِس بزرگ کو یوں اُٹھا کر لے جائے گا اس قطب کو یوں اُٹھا کر لے جائے گا اس پیر صاحب کو اُٹھا کر لے جائے گا اور انہیں جا کر غار میں بٹھا دے گا یہ چیزیں نہیں ہوں گی بلکہ سب مبتلا ہوں گے ! !

لٰہذا غوثوں کو بھی ڈرنا ہے، قطبوں کو بھی ڈرنا ہے، ابدالوں کو بھی ڈرنا ہے، ولیوں کو بھی ڈرنا ہے، علماء کو بھی ڈرنا ہے، پیروں کو بھی ڈرنا ہے اور مریدوں کو بھی ڈرنا ہے ! !

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اُسے کسی کی پروانہیں ہے، وہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتا، وہ بہت بے نیاز ہے اور ہم اُس کی بے نیازی کا مذاق اُڑا رہے ہیں اُس کی ڈھیل کا مطلب نہیں سمجھ رہے ! یہ ڈھیل ہے یہ رحمت نہیں ہے یہ ہمیں ڈھیل مل رہی ہے !

وہ جملے جو اصحابِ بدر کے ہیں وہ افغانستان کے مجاہدین پر جچتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں مگر وہ جملے ہم بزدل لوگ کہتے ہیں جو نہ ہندوستان سے جہاد کے لیے تیار ہیں، نہ امریکہ سے، نہ رُوس اور اسرائیل سے بلکہ ان سے ڈرتے ہیں ! کیا فوج، کیا سول، کیا ہمارے حکمران، اعلانِ جہاد کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو وہ جملے جو اِن جیسے مجاہدین کو کہنے چاہییں وہ بزدل کہتے ہیں ! وہ شکست خوردہ کہہ رہے ہیں ! وہ شراب خور کہہ رہے ہیں ! وہ زانی کہہ رہے ہیں !

یہ اللہ کے عذاب کو دعوت ہے بھائی، اللہ کے عذاب سے ڈرو، اللہ سے استغفار کرو ہم پکڑ کی طرف جارہے ہیں، مسجد میں بیٹھے ہیں یا باہر بیٹھے ہیں سب اللہ کی پکڑ کی طرف جارہے ہیں اللہ سے

پناہ مانگو، اللہ سے پناہ مانگو، مجھے بھی استغفار کرنی چاہیے آپ کو بھی کرنی چاہیے، سب کو کرنی چاہیے اور عملی استغفار، صرف زبانی کلامی نہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ سو تسبیح پڑھ ڈالیں بس ! نہیں بلکہ اپنی کرتوتوں سے رُک جاؤ ! جو خراب کرتوت کرتے ہیں اُس سے باز آجائیں ! پھر تو خیر کی اُمید ہے ورنہ تباہی آرہی ہے ! !

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے سچی توبہ کی، عملی توبہ کی، ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے، آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور اُن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

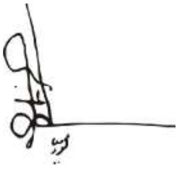

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

''توحید'' و ''رسالت'' کے متعلق تمام اَنبیاء کا مؤقف ایک ہے !
عاشوراء کے مبارک دن میں حضرت امام حسین کی شہادت !
یوم عاشوراء ....فرعون کی غرقابی کا دن !
دُنیا کو ترقی کر کے جہاں تک جانا ہے وہ سب احکام حضرت محمد ﷺ کے ذریعے بتلا دیے گئے ! !

(درسِ حدیث نمبر ۲۲۳ ۶ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ/۱۲ ستمبر ۱۹۸۶ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں اوقات اور مقامات جس میں ایسے مقامات کہ جہاں دُعا قبول ہوتی ہے وہ بھی بتلائے ! اور جو اُن مقامات تک نہیں پہنچ سکتا یا ہمیشہ نہیں رہ سکتا تو اُس کے لیے کیا چیز ہوگی ؟ اُس کے لیے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اوقات بتادیے کہ ان اوقات میں یہ عبادت کی جائے تو اتنا ثواب ہے ! ان اوقات میں دُعا کی جائے تو قبول ہوگی ! تو اُن میں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو پسند فرمایا ہے وہ محرم کے روزوں کو بھی پسند فرمایا ہے ! اور ایسے ہوا تھا اس کا واقعہ کہ جب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں دیکھا کہ یہودیوں نے محرم کا روزہ رکھا ہے دسویں تاریخ کا، رسول اللہ ﷺ نے اُن کو بُلا کر دریافت کیا کہ یہ کون سا روز ہے جس دن تم روزہ رکھتے ہو ؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ یَوْمٌ عَظِیْمٌ یہ ہمارے لیے ایک عظیم الشان دن ہے ! اور اُس کی وجہ یہ ہے اَنْجَی اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ

اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور اُن کی قوم کو نجات دلائی تھی ! اور غَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا غرق کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر یہ روزہ رکھا تھا ! اُس دن روزے سے ہوں یا اُس سے اگلے سال سے روزہ رکھا ہو اُس دن کا، بظاہر یہ ہے کہ اُس سے اگلے سال سے اُس دن کا روزہ اُنہوں نے رکھا اور یہ تاریخ چاند کی تاریخ سے اُنہوں نے لی کہ سال جو بنتا ہے اس کا دن یہ آتا ہے ! تو یہ سال کون سا ہے ؟ عربی مہینوں سے جو سال بنتا ہے وہ ہے مراد، تو اِس واسطے ہم بھی اسے قائم رکھے ہوئے ہیں کہ ہمارے نبی حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے رکھا تھا تو ہم بھی یہ رکھتے چلے آرہے ہیں !

تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنکُمْ [1] ہم زیادہ قریب ہیں زیادہ حقدار ہیں یعنی حق اُسی کا زیادہ ہوتا ہے جو قریب زیادہ ہو ! ہم زیادہ قریب ہیں بہ نسبت تمہارے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ! اس واسطے رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ روزہ رکھا !

یہودی صرف دعویدار ہیں جبکہ مسلمان عمل پیرا :

وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماننے کے دعویدار تھے فقط ! اُن کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں تھے لیکن مسلمان تو اُن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے ! اُن کی تعلیم یہی تھی کہ جب نبی آخر الزمان علیہ الصلٰوۃ والسلام آئیں تو وہ جو احکام لائیں گے وہ ماننا ! ! !

''توحید'' کے متعلق تمام اَنبیاء کا مؤقف ایک ہے :

باقی تو سب کی ایک ہی رہی ہے ''توحید'' کہ اللہ ایک ہے اور جو نبی ہیں اُن سب پر جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں بالاجمال ایمان ہے ہمارا کہ سب سچے تھے ! تو یہ تعلیم شروع دن سے چلی آرہی ہے ! تو اَنبیائے کرام سب کے سب اس بارے میں یک زبان ہیں یک دل ہیں کہ اللہ ایک ہے ! اور خدا کے ساتھ اُس کی صفات میں کوئی شامل و شریک نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اُس کے یکتا ہونے پر سب کا ایمان چلا آرہا ہے ! !

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الصوم رقم الحدیث ۲۰۶۷

رسول اللہ ﷺ کو بھی فرمایا گیا کہ یہ جو گزرے ہیں ابراہیم اور زکریا، یحیٰ، عیسٰی، الیاس، یونس اور لوط وغیرہ وغیرہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام لے کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ یہی ہیں وہ لوگ کہ جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے تو اِن کی ہدایت کی پیروی کیجیے ! تو ہدایت جو دی تھی وہ کیا تھی ؟ وہ یہی تھی ! ایسے ہی ﴿ اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ ﴾ ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی پیروی کرو، ملت کی پیروی کرو ! اُن کی ملت میں کیا چیز تھی جس کی پیروی اب مقصود ہے، احکام تو تھے نہیں بہت تھوڑے احکام تھے ﴿صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾ حضرت موسٰی علیہ السلام کے صحیفے، توراۃ دی گئی احکام اُس میں سخت تھے مگر پورے نہیں تھے، کچھ تھے، جو تھے وہ سخت تھے ! ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند صحیفے تھے اُن میں احکام بہت تھوڑے تھے ! تو اُن کی تو پیروی کو نہیں فرمایا گیا !

تمام احکام ؟

احکام تو بہت زیادہ اب دیے گئے جن میں وہ سب شامل ہیں جو اُن کے تھے اور جو لوگوں نے غلطیاں اُس میں بڑھا دی تھیں ایجادات بڑھا دی تھیں بدعات بڑھا دی تھیں وہ اسلام نے بتلا دیں اور ہٹا دیں وہ سب !

تو جس مذہب کی پیروی کا حکم مقصود ہے وہ تو ''توحید'' ہے اور ''رسالت'' پر ایمان ہے، یہ ہے ملتِ ابراہیم ! !

انبیاء کی تفصیل ؟

ایک جگہ ارشاد ہے ﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ﴾ ہم نے ایسے وحی کی ہے آپ پر جیسے نوح علیہ السلام پر کی اور اُن کے بعد جو نبی اور آئے، وہ نبی کتنے ہیں کون سی قومیں ہیں اُن کو بتایا نہیں گیا ﴿ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ کچھ تو ایسے ہیں جنہیں ہم نے بیان کیا ہے کچھ ایسے ہیں جو ہم نے نہیں بتلائے قرآنِ پاک میں یہ آتا ہے ﴿وَعَادًا وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ﴾ عاد اور ثمود اور جو اُن کے بعد تھے ﴿ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

اُن کو خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں ! تاریخ میں اُن کے نام ہی نہیں ہیں ! پتہ ہی نہیں ہے قوموں کی قومیں ایسی ہیں ، تو اُن میں جو اَنبیائے کرام گزرے اُنہیں کوئی نہیں جانتا ! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْم بَعْدِہٖ ﴾ اور جو اَنبیاءِ کرام اُن کے بعد گزرے اُن پر وحی ہم نے کی جیسے اُن پر کی ویسے تم پر بھی وحی کی ! تو سب کی وحی ایک توحید کے بارے میں اقرارِ رسالت تصدیقِ رسالت کے بارے میں ! !

دُنیا کو ترقی کر کے جہاں تک جانا ہے وہ سب احکام بتلا دیے گئے ہیں :

احکام تو پہلے تھوڑے ہوا کرتے تھے بعد میں بڑھتے چلے گئے حتی کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے دور میں علمی چیزیں بہت زیادہ آگئیں اتنی کہ جہاں تک دُنیا کو ترقی ہو کر پہنچنا تھا اُتنی آگئیں ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اُن کی پیروی کریں یا اُن کو جس چیز سے خوشی ہوئی تھی اُس پر ہم خوش ہوں ! ہمیں زیادہ حق ہے تو پھر آپ نے روزہ رکھا ! !

پہلے پہل اَیامِ بیض اور عَاشُوراء کے روزے فرض تھے :

اسلام میں شروع شروع میں تو روزے فرض کیے گئے تھے '' اَیامِ بیض '' کے ہر مہینے میں تین دن تیرہ چودہ پندرہ یہ فرض تھے ! جب رمضان آگیا تو پھر یہ فرض منسوخ ہوگیا اب جو چاہے وہ رکھے روزے ہر مہینے، چاہے نہ رکھے، اس طرح سے تیس روزے بن جاتے ہیں کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا بدلہ ہوتا ہے جب ہر مہینے میں تین روزے ہوگئے تو گویا مہینہ بھر روزہ ہوگیا اُس کا ! اللہ نے جو وعدہ فرمایا ہے اجر کا وہ اس حساب سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس طرح دُوں گا ! ایسا بھی وقت گزرا ہے مدینہ منورہ آنے کے بعد کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دس محرم کا روزہ بھی فرض فرمایا تھا کہ یہ بھی رکھو یہ بھی واجب رہا ہے ! لیکن جب رمضان آگیا تو پھر یہ منسوخ ہوگیا اب یہ سب روزے نفلی رہ گئے ! تو مَنْ شَاءَ صَامَہٗ [1] جس کا دل چاہے وہ رکھ لے روزے ! بہرحال ایک ایسا روزہ کہ جو فرض رہا ہو !

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة کتاب الصیام رقم الحدیث ۹۳۵۶

اب اگرچہ فرض نہیں رہا لیکن اُسے مزید فضیلت تو حاصل ہے اور روزوں کے اُوپر برتری حاصل ہے اُس کو اَجر کے حساب سے !

یہودیوں سے مشابہت نہیں ہونی چاہیے :

آقائے نامدار ﷺ جس سال دُنیا سے رُخصت ہوگئے اُس میں فرمایا تھا کہ آئندہ سے اگر ہم روزے رکھیں گے تو اِس کے ساتھ ایک اور ملالیں گے تاکہ یہودیوں کی عبادت سے ہماری عبادت میں فرق ہوجائے ! وہ رکھتے تھے ایک ہی دن کا تو مسلمانوں کو فرمایا کہ وہ رکھیں دو دن کا نو، دس یا دس، گیارہ (محرم کا) ! !

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اس مبارک دن میں ہوئی :

یہ دن مبارک شمار ہوتا آیا ہے حتی کہ اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا ! تو اس کے بعد سے پھر اِس دن کی دُوسرے تذکرے کی وجہ سے فضیلت ذہنوں سے ختم ہوگئی ! ورنہ حقیقتاً جو آتا ہے حدیثوں میں وہ محض اس کے تمام فضائل ہی فضائل ہیں ! !

اس دن سُرمہ لگانا اور اہلِ خانہ کے لیے اچھا کھانا پکانا :

کچھ دواؤں کے طور پر بھی مفید سمجھا گیا ہے سرمہ لگانا، کہتے ہیں کہ سرمہ لگائے اس دن میں تو آنکھیں دُکھنے نہیں آتیں ! سال بھر محفوظ رہے گا آنکھوں کی بیماری سے !

اسی طرح سے جو اس دن کھانا وغیرہ بہتر پکائے اپنے گھر والوں ہی کے لیے تو اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطاء فرماتے ہیں ! سال بھر اُس کی برکات چلتی رہیں گی ! یہ بہت آسان آسان عمل ہیں اور ثواب بہت زیادہ ہے ! ان میں فوائد بہت زیادہ ہیں ! جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اوقات بتادیے، طریقے بتادیے، فوائد بتادیے !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اَعمالِ صالحہ کی توفیق عطاء فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے، آمین، اختتامی دُعا..(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ جون ۲۰۱۰)

تعلیمات کا دوسرا رُخ

مؤرخِ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چند اَوراق

۞۞۞

پڑھنا، لکھنا، تہذیب، تمدن :

(۱) تخلیق نواز اور انقلاب انگیز تعلیمات کا دُوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمائیے :

مشہور مثل " كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ " کی وجد آفریں مثال بھی آپ کے سامنے آجائے گی !
وحی کا آغاز لفظ " اِقْرَاْ " سے ہوا اور اس اہمیت کے ساتھ کہ نام "رب" بھی بعد میں لایا گیا !
﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ﴾ "پڑھ اپنے رب کے نام سے"
پھر پروردگار (رب) کی تین صفتیں بیان کی گئیں خَلَقَ ، اَلْاَكْرَمُ ، عَلَّمَ زیادہ زور عَلَّمَ پر دیا گیا ﴿عَلَّمَ بِالْقَلَمِ . عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ﴾ "تعلیم دی قلم کے ذریعہ، سکھایا اِنسان کو وہ جو نہیں جانتا تھا"
کیا اس اسلوبِ کلام سے ہمیں یہ سبق نہیں ملتا کہ جو شخص اس وحی پر ایمان لائے اُس کا پہلا فرض قرأت اور تعلیم ہے ؟ ! [1] اور تعلیم بھی وہ نہیں جو ماں باپ بچوں کو زبانی دے دیتے ہیں بلکہ تعلیم ایسی جس میں پڑھنا بھی ہو اور قلم سے لکھنا بھی !

---

[1] جس طرح یہ سبق ملتا ہے کہ معلم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے وہ انسان کو وہ باتیں سکھاتا ہے جو وہ نہیں جانتا وہ جس طرح قلم کے ذریعہ سکھاتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ "اُمی محض" محمد ﷺ کو بلا کسی واسطہ کے علم الاوّلین والآخرین سے نوازدے ! عَلَقَ (خون بستہ) یعنی لہو کی پھٹکی اس کو علم سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی، خون کی پھٹکی کے لیے علم کا تصور بھی بے محل ہے ! لیکن خدائے قادر پروردگارِ عالم اس عَلَقَ سے انسان کو پیدا کرتا ہے اور علم بے پایاں کی دولت سے نوازتا ہے ! وہی رب ذوالجلال محمد ﷺ جیسے اُمی کو جوہرِ علم سے آراستہ کر رہا ہے، بلا شبہ کسی اُمی کو نہیں کہا جاسکتا کہ "پڑھ" پڑھنے کا حکم اُمی کے حق میں تکلیف مالا یطاق ہے مگر ربِ محمد کا حکم محمد ﷺ کے لیے تکلیف مالا یطاق نہیں ہے کیونکہ جو حکم کر رہا ہے وہ پہلے ہی محمد ﷺ کو وہ جوہر عطا کر چکا ہے جس نے محمد ﷺ کو خطابِ اِقْرَاْ کا اہل اور محل بنادیا واللہ اعلم بالصواب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(٢) کچھ توقف کے بعد دوبارہ سلسلہ شروع ہوا تو اس کا پہلا لفظ تھا

﴿ یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴾ ''اے لحاف میں لپٹنے والے''

اس اَلْمُدَّثِّرُ [1] کو چھ کاموں کی ہدایت کی گئی :

(بقیہ حاشیہ ص ١٥) تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے کے لیے یہ موضوع بہت دلچسپ ہے کہ وہ تحقیق کرے کہ اُس وقت تعلیم کے بارے میں اقوامِ عالم کی حالت کیا تھی اور ان کا ذوقِ تعلیم کہاں تک سرد پڑ چکا تھا !

مغربی یورپ، انگلینڈ، جرمنی وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا ہے وہاں تو انسان ابھی پہاڑ کی گھاٹی اور پھونس کی جھونپڑی سے بھی نہیں نکلا تھا، رات کو ایک ہی جھونپڑی میں اپنے مویشی کے ساتھ بند ہوتا تھا۔ مشرقی یورپ جہاں ''رومن لا'' (Roman Law) کا اقبال چمک رہا تھا وہاں بھی علم اور تعلیم کی کچھ دولت تھی تو صرف کلیسا کے تاریک کناروں میں چھپی ہوئی، کلیسا سے باہر یا دولتِ علم سے آشنا ہی نہ تھے یا تعلیم ان کے لیے ممنوع تھی اور کلیسا کے علماء بھی صرف نفع اندوزی کی حد تک علم کے قدر دان تھے ! اگر نفع کسی کتاب کی فروخت سے ہوتا یا چمڑے پر لکھی ہوئی کتاب کے حروف مٹا کر چمڑہ فروخت کر دینے میں نفع ہوتا تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ (بحوالہ موسیو لیبان)

ہندوستان کا حال معلوم ہے کہ یہاں صرف براہمہ ہند علم کے مالک سمجھے جاتے تھے اور غیر برہمن میں سے آدھی سے زیادہ مخلوق شودر تھی وہ علم حاصل تو کیا کر سکتی اگر علم کی بھنک بھی کان میں پڑ جاتی تو کان میں سیسہ پگھلا دیا جاتا ! (بحوالہ منوسمرتی)

ایران اور فارس میں عیش پرستی علم پر غالب تھی ! اور چین وافریقہ کا ماضی ان کے موجودہ حال سے معلوم ہو رہا ہے !

امریکہ و کینیڈا، آسٹریلیا، ربع مسکون (کرۂ ارض کا ایک چوتھائی حصہ جو آباد ہے) سے خارج تھا تو انسانی دنیا سے بھی خارج تھا ! ! !

[1] '' المُدثر '' دِثار سے ماخوذ ہے۔ دِثار کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے لحاف فرمایا ہے کیونکہ دِثار اُس کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے جس سے گرمائی حاصل کی جائے (مجمع البحار)

لیکن عرف میں دِثار اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو اُس کپڑے کے اُوپر پہنا جائے جو بدن سے متصل رہتا ہے، جو کپڑا بدن سے لگا رہتا ہے اس کو ''شِعار'' کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ انصار کے متعلق فرمایا تھا اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَ النَّاسُ دِثَارٌ (بخاری شریف)

یعنی تم میرا وہ لباس ہو کہ اگر تم الگ ہو جاؤ تو بدن ننگا ہو جائے ! اور دوسرے لوگ اُوپر کا آرائشی کپڑا ہیں وہ الگ ہو جائیں تو بدن برہنہ نہیں ہوگا ! !

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۱) دعوت وتبلیغ ﴿ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴾ (۲) تعظیم رب (عبادت) ﴿ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴾

(۳) ظاہر کی پاکی اور صفائی ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (۴) باطن کی پاکی وصفائی ﴿ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾

(۵) بے لوث خدمت ﴿ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴾ (۶) رضاءِ مولیٰ کو نصب العین بنا کر اُس پر جم جانا، صبر و اِستقامت سے کام لینا ﴿ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴾

لفظ ﴿ اَلْمُدَّثِّرُ ﴾ سے خطاب اور اُس کے بعد یہ احکام ! کیا ان کا اشارہ یہ نہیں ہے کہ خدا پرستی اور تلاشِ حق، ہمدوشِ تہذیب وتمدن ہونی چاہیے !

دلیل صداقت[۱] :

آنحضرت ﷺ کی صداقت کی بہت سی دلیلیں پیش کی گئی ہیں، مستقل کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، احادیث اور تاریخی روایات کے علاوہ خود قرآنِ حکیم نے بہت سی دلیلوں کی طرف اشارہ کیا ہے، یہاں صرف دو دلیلیں پیش کی جارہی ہیں، ہر ایک انصاف پسند کے لیے یہ دو دلیلیں کافی ہیں

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶)

مختصر یہ کہ دِثار میں صرف ستر پوشی نہیں ہوتی بلکہ اس سے ایسی آرائش ہوتی ہے جو تہذیب کے تقاضے کو پورا کرے جیسے ہندوستان میں شیروانی یا اَچکن اور عرب کے قاعدہ کے مطابق چادر اور دورِ حاضر میں عبا ! پس لفظ '' المدثر '' اور اس کے بعد کے الفاظ ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ یہ تصور پیدا کر رہے ہیں کہ داعی اِلی اللہ کو پورے لباس سے آراستہ ہونا چاہیے اور لباس بھی ایسا جو پاک صاف ہو ! یعنی اسلام جب رہبانیت یا سادھو پنے کو پسند نہیں کرتا تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کا داعی برہنہ یا صرف ستر پوش (لنگوٹی کسنے والا) نیم برہنہ ہو ! برہنگی یا نیم برہنگی دونوں حرام ہیں ! پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ پورا لباس اُسی وقت ہوسکتا ہے جب تمدن اِس حد تک پہنچا ہوا ہو کہ کپڑا تیار ہوسکے، وہ سل سکے وغیرہ وغیرہ پس اس بات سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ کلامُ اللہ شریف کے اس اسلوب خصوصًا ان الفاظ سے جیسے تہذیب وتمدن کی قدر اَفزائی ہوتی ہے، ایسے ہی صنعت وحرفت، تبادلہ، تجارت وغیرہ ان تمام عوامل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جو کسی انسان کے '' المدثر '' لحاف پوش یا مہذب لباس ہونے کے لیے ضرور ہوں اور جب ستر پوشی فرض ہے تو لباس وپوشاک کا تیار کرنا اور اُس کی تیاری کے جملہ ذرائع مہیا کرنا بھی مسلمان کے حق میں اجتماعی فریضہ ہوا ! واللہ اعلم بالصواب

[۱] سیرۃ کی تمام کتابوں میں یہ عنوان نہیں ہوتا مگر کتاب اللہ نے آغازِ قرآن میں جب نوعِ انسان کو عبادت کا حکم دیا تو ساتھ ساتھ صداقتِ کتابُ اللہ کی دلیل بھی ایسی پیش کی جس کے ساتھ رسول خدا ﷺ کی صداقت بھی ضروری ہوجاتی ہے ملاحظہ فرمائیے سورۂ بقرہ رکوع ۳

(۱) پہلی دلیل خود آپ کی زندگی :

آپ کی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بھی آپ کی سابقہ زندگی تھی ! اسی زندگی کے معیار پر حضرت خدیجہؓ نے غارِ حرا کے واقعہ کو پرکھا اور غیر اختیاری طور پر آپ کی نبوت کی معترف ہوگئیں ! اور جب آپ نے پوری قوم کے سامنے دعوت پیش کی تو وحیِ خداوندی نے ہدایت کی کہ آپ اپنی قوم سے یہ کہیں کہ یہ دعوت تو میں آپ کو پیش کر رہا ہوں لیکن

''واقعہ یہ ہے کہ میں اس سے پہلے تم لوگوں کے بیچ میں اپنی پوری عمر بسر کر چکا ہوں کیا تم سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے'' (سورۂ یونس : ۱۶)

تشریح :

وحیِ الٰہی کی تلقین یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے لوگوں سے کہیں کہ ساری باتیں چھوڑ دو، صرف اِسی بات پر غور کرو کہ میں تم میں کوئی نیا آدمی نہیں ہوں جس کے حالات و کردار کی تمہیں خبر نہ ہو، میں تم ہی میں سے ہوں اور اعلانِ وحی سے پہلے ایک پوری عمر تم میں بسر کر چکا ہوں اس تمام مدت میں زندگی تمہاری آنکھوں کے سامنے رہی، بتلاؤ اس تمام عرصہ میں کوئی ایک بات بھی سچائی اور امانت کے خلاف مجھ میں دیکھی ! ؟ تم نے نہ صرف صادق اور امین کہا بلکہ صادق اور امین میرا لقب کر دیا ! پھر اگر اس تمام مدت میں مجھ سے یہ نہ ہوسکا کہ کسی انسانی معاملہ میں جھوٹ بولوں تو کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اب خدا پر بہتان باندھنے کے لیے تیار ہوں اور جھوٹ موٹ کہنے لگوں کہ مجھ پر اُس کا کلام نازل ہوتا ہے کیا اتنی سی موٹی بات بھی تم سمجھ نہیں سکتے ؟[۱]

---

[۱] تمام علماء اخلاق و نفسیات متفق ہیں کہ انسان کی عمر میں ابتدائی چالیس سال کا زمانہ اُس کے اخلاق اور خصائل کے اُبھرنے اور پنپنے کا اصل زمانہ ہوتا ہے ! پس اگر ایک شخص چالیس برس تک صادق واَمین رہا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ اکتالیسویں برس میں قدم رکھتے ہی ایسا کذاب اور مفتری بن جائے کہ انسانوں پر ہی نہیں بلکہ اُس خدا پر بہتان باندھنے لگے جس کو وہ اپنا خالق و مالک جانتا ہے جس کی عظمت کا معترف ہے، جس کے قہر و غضب سے وہ خود بھی ڈرتا ہے اور لوگوں کو بھی ڈرا رہا ہے جس کی عبادت میں شب و روز مشغول رہتا ہے جس کا ذکر ہر وقت اُس کی زبان پر رہتا ہے اور ہر وقت وہ اپنی کوتاہیوں کی معافی اُسی رب سے مانگتا رہتا ہے (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

(۲) دوسری دلیل خود کلامُ اللہ :

سچے آدمی کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل خود اُس کی زندگی ہے اور اپنی زندگی کو دلیلِ صداقت کے طور پر وہی پیش کر سکتا ہے جو فی الواقع سچا ہو اور اپنی سچائی پر اُس کو پورا یقین ہو، جس کے عمل نے کبھی ضمیر سے بغاوت نہ کی ہو اور جس کا ضمیر اپنے کردارِ عمل سے ہمیشہ مطمئن رہا ہو !

''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' لیکن آفتاب دلیل اُن ہی کے لیے بن سکتا ہے جو آفتاب کو دیکھ رہے ہیں ! جنہوں نے آفتاب نہیں دیکھا اُنہیں تو کسی اور ہی شاہد کی ضرورت ہوگی !

قرآنِ حکیم (کلامُ اللہ) کہتا ہے وہ شاہد میں ہوں خود اپنی صداقت کی بھی دلیل ہوں اور صداقت محمد ﷺ کی دلیل بھی میں ہی ہوں ! !

وہ عرب جن کو مطمئن کر کے تمام دنیا کے لیے داعی بنانا تھا کلامِ الٰہی کا خطاب ان سے ہے :

> ''تم اہلِ لسان ہو، اپنی زبان کے عاشق ہو، ایسے عاشق کہ شعر و سخن ہر ایک کی گھٹی میں پڑا ہے، شعر و سخن کی یہی گرم بازاری ہے کہ قومی میلوں اور تہواروں کے موقع پر خصوصًا زمانۂ حج میں جب سارے عرب کے چنیدہ دماغ منٰی میں جمع ہوتے ہیں تو کئی کئی روز تک مشاعروں کی محفلیں گرم رکھتے ہو، اُن میں بڑی شان سے مقابلہ کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں، پھر جو قصیدے سب سے اُونچے مانے جاتے ہیں

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸) جیسا کہ احادیث میں ہے کہ ایک ایک مجلس میں ستر ستر بار الفاظ استغفار زبانِ مبارک پر آجاتے تھے پھر یہی خدا پرستی اور خدا ترسی کی لگن ہے جس کی وجہ سے اس کی قوم اُس سے ناراض ہو رہی ہے اور وہ قوم کی نگاہوں میں معتوب ہو رہا ہے، کیا یہ شخص جھوٹا ہو سکتا ہے ؟ !

جبکہ کلام بھی ایسا ہو کہ اُس کا کوئی فقرہ بھی خدا کے ذکر سے خالی نہ ہو، کہیں اُس کے قہر و غضب کا ذکر ہو، کہیں لطف و کرم کا، کہیں اُس کے ہمہ گیر علم کو بیان کر کے بتایا گیا ہو کہ اِنسان جو بھی کرتا ہے اللہ اُس کو دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے انسان کو اپنے ہر فعل اور ہر ایک قول کا جواب دینا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

ان کی یہاں تک قدر کرتے ہو کہ خانہ کعبہ میں جہاں تمہارے بہت سے معبود رہتے ہیں اس قصیدہ کو بھی ایک معبود بنا کر آویزاں کرتے ہو ! اور تمہارے ذوق وشوق کا عالم یہ ہوتا ہے کہ اُن کے سامنے ماتھا رگڑتے ہو ان کو سجدہ کرتے ہو ! اور صرف قصیدے ہی کو نہیں بلکہ شاعر کو بھی غیر معمولی طاقت کا انسان سمجھنے لگتے ہو کہ اُس کے ساتھ جن رہتا ہے جو ایسا غیر معمولی شعر اُس کو سکھا دیتا ہے ! !

اب دیکھو محمد ﷺ بھی تمہارے سامنے ہیں جنہوں نے کبھی کسی اُستاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا ، کبھی کسی کی شاگردی نہیں کی ، کبھی کسی مکتب میں نہیں پڑھا ، کبھی کوئی شعر نہیں کہا ، کبھی شعر وسخن کی مجلس میں شرکت نہیں کی ! تم نے اس کو صادق اور اَمین تو کہا مگر نہ کبھی شاعر کہا ، نہ کبھی خطباء اور مقررین میں اِن کو شمار کیا !

اس محمد (ﷺ) کی زبان سے ایک کلام تمہارے سامنے پیش کیا جارہا ہے محمد کہتے ہیں کہ یہ کلام میرا نہیں ، یہ کلام خدا کا کلام ہے جو میرے اُوپر نازل ہوتا ہے جیسا نازل ہوتا ہے بجنسہٖ اور بعینہٖ آپ کو سنا دیتا ہوں بس !

اگر تمہیں اس (کلام کی سچائی) میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے تو (اس کا فیصلہ بہت آسان ہے اگر یہ محض انسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی انسان ہو ، زیادہ نہیں) اس جیسی صرف ایک ہی سورت بنا لاؤ (اگر تمہارا عقیدہ ہے کہ جنات شعراء کے مددگار رہا کرتے ہیں تو تم (ایسا کرو کہ) اللہ کے سوا جن (طاقتوں) کو تم نے اپنا حمایتی سمجھ رکھا ہے ان سب کو بھی اپنی مدد کے لیے بلا لو اگر تم سچے ہو ! اور اگر تم ایسا نہ کر سکو اور حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کر سکو گے تو اُس آگ کے عذاب سے ڈرو جو (لکڑی کی جگہ) انسان اور پتھر کے ایندھن سے سُلگتی ہے اور منکرینِ حق کے لیے تیار کی جا چکی ہے" (سورۂ بقرہ : ۲۳)

کلامُ اللہ کی شوکت وقوت اور اپنی صداقت کا یقین حیرت انگیز ہے ایک شخص جس کے ساتھ صرف چند افراد ہیں جن کو اُنگلیوں پر گنا جاسکتا ہے وہ نہ صرف قریش کو نہ صرف اہلِ مکہ کو بلکہ ہر ایک عربی بولنے والے بلکہ پوری دنیا میں جو بھی شک وشبہ کرے خواہ وہ کوئی ہو اُن سب کو چیلنج کر رہا ہے ! چیلنج معمولی نہیں ہے، ایسا سخت اور تلخ چیلنج جو معمولی سے معمولی انسان کی غیرت کو بھی اس درجہ مشتعل کردے کہ وہ اپنے تمام ذرائع اور وسائل کو کام میں لاکر چیلنج کا جواب دینے کے لیے بوکھلا جائے !

مضمون چیلنج دوبارہ ملاحظہ فرمائیے :

''اگر تم اِس چیلنج کو قبول نہیں کر سکتے اور اس جیسی کوئی ایک سورت نہیں لا سکتے تو یقین کرلو کہ تم باطل پر ہو، تم حق کا مقابلہ کر رہے ہو، تم عذابِ الٰہی کے مستحق ہو، تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا جس کا ایندھن تم جیسے انسان اور پتھر ہوں گے''

قرآنِ حکیم کی ایک سورت سورۂ کوثر بھی ہے جس میں صرف تین آیتیں (جملے) ہیں جن کے کل الفاظ بارہ اور بیالیس حروف ہیں !

چیلنج کا خلاصہ یہ ہے کہ حق وباطل اور سچائی اور بناوٹ کا فیصلہ اِس پر ہے کہ تم صرف ایسا کلام پیش کردو جو بارہ لفظوں پر مشتمل ہو ! مگر وہ اپنے ظاہری اور معنوی کمالات میں اس جیسا ہو ! تمام دنیا کے ادیبوں کی مجلسیں اور شعروسخن کے کمالات کا فیصلہ کرنے والے جج موجود ہیں، کسی بھی عدالت، کسی بھی ادبی مجلس میں موازنہ کے لیے پیش کردو، اگر تمہارے حق میں فیصلہ ہوجائے تو مان لیا جائے گا کہ یہ کلام اللہ کا کلام نہیں ہے، محمد کی من گھڑت ہے (معاذاللہ) ! !

پھر یہ چیلنج صرف ایک مرتبہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ مختلف عنوانوں سے بار بار دہرایا گیا اور اُسی قوت کے ساتھ دہرایا گیا ! ! مثلاً

(١) سورۂ ہود مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی اس کی آیت ١٣ جو اِس سلسلہ کی سب سے پہلی آیت ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :

''کیا لوگ ایسا کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) نے یہ قرآن اپنے جی سے گھڑ کر خدا پر بہتان باندھا ہے ! آپ کہہ دیجیے اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو اس طرح کی دس سورتیں گھڑی ہوئی بنا کر پیش کر دو اور اللہ کے سوا جس کسی کو اپنی مدد کے لیے پکار سکتے ہو اُس کو پکار لو''

پھر دو آیتوں کے بعد آیت ۱۶ کا ترجمہ یہ ہے :

''یہی وہ لوگ ہیں (جو صرف دُنیاوی مفاد اور آسائش کے لیے حق سے اعراض کرتے ہیں اور اِس کلام کو اللہ کا کلام نہیں مانتے) جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہ ہوگا''

(۲) سورۂ یونس بھی مکہ میں نازل ہوئی، اس کی آیت ۳۸ میں بھی اس چیلنج کو دہرایا گیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :

''کیا یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اِس شخص نے اللہ کے نام پر یہ بہتان باندھا ہے تم کہہ دو اگر تم اِس قول میں سچے ہو تو قرآن کی مانند ایک سورت بنا کر پیش کر دو اور خدا کے سوا جن جن (ہستیوں) کو اپنی مدد کے لیے بلا سکتے ہو (تمہیں پوری اجازت ہے) بلا لو''

(۳) پہلے دس سورتوں کا مطالبہ کیا گیا تھا اس مرتبہ صرف ایک سورت کا ! پھر سورۂ طور آیت ۳۴ میں ''سورہ'' کا لفظ بھی نہیں بلکہ حدیث (کلام، بات) کا لفظ آیا ہے :

﴿ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴾ ''اس طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر سچے ہیں''

(۴) سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۸ میں اعلان کیا گیا :

''اگر تمام انسان اور جن اکٹھے ہو کر چاہیں کہ اس قرآن کے مانند کوئی کلام پیش کر دیں تو کبھی بھی پیش نہیں کر سکیں گے اگرچہ اُن میں سے ایک دوسرے کا مددگار ہی کیوں نہ ہو''

(۵) یہ آیتیں وہ ہیں جن میں یہ چیلنج صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے :

''اس جیسا قرآن پیش کردیں'' (سورۂ بنی اسرائیل : ۸۸)

''دس سورتیں بنالائیں'' (سورۂ ہود : ۱۳)

''ایک سورت بنالائیں'' (سورۂ یونس : ۳۸)

''ایک سورت بنالائیں'' (سورۂ بقرہ : ۲۳)

''اس طرح کا کوئی کلام لے آئیں'' (سورۂ سبا : ۳۴)

ان آیتوں کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں بطورِ اشارہ وکنایہ اِس چیلنج کو بار بار دہرایا گیا ہے ! اس چیلنج کے مخاطب عرب کے وہی فصحاء اور بلغاء ہیں جن کو اپنی اَدبیت اور فصاحت و بلاغت پر ناز تھا جو اپنے زمانہ میں بھی عربی ادب کے اُستاد مانے جاتے تھے اور آج بھی اُستاد مانے جاتے ہیں ! کیا قرآنِ پاک اور قرآنِ پاک کے پیش کرنے والے محمد ﷺ کی صداقت کے لیے یہ آفتاب جیسی کھلی ہوئی دلیل کافی نہیں ہے کہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا جس میں اکثریت قرآن اور اسلام کے مخالفین کی ہے چودہ سو برس سے اس چیلنج کو سن رہی ہے مگر اس کو منظور کرنے سے آج بیسویں صدی عیسوی میں بھی اسی طرح عاجز ہے جیسے ساتویں صدی عیسوی میں عاجز تھی جب یہ قرآن نازل ہورہا تھا !

قریش جو اِس کے مخاطبِ اوّل تھے اُن سے یہ نہ ہوسکا کہ بارہ الفاظ کا کوئی مرتب کلام اس چیلنج کے جواب میں پیش کرسکیں ! اس کے سوا جو کچھ تدبیریں وہ کرسکتے تھے وہ سب کرلیں مثلاً منصوبہ بند طریقے سے ممانعت کردی کہ کوئی قرآن نہ سنے اور جب محمد ﷺ نے بازاروں، میلوں اور پبلک مقامات پر کھڑے ہوکر سنانا شروع کیا تو منصوبہ یہ تھا کہ اتنا شور مچایا جائے کہ محمد ﷺ کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑسکے [1]

اگر کوئی اجنبی شخص اس شوروغل پر اعتراض کرنے لگے تو کبھی کہہ دیا جائے معاذ اللہ مجنون ہوگیا ہے ! کبھی یہ کہہ دیا جائے کہ یہ جادوگر ہے یہ منتر پڑھتا ہے تو ماں بیٹے سے نفرت کرنے لگتی ہے ! بیوی اپنے شوہر سے اور بھائی بھائی سے جدا ہوجاتا ہے ! [2]

[1] سُورہ حٰمٓ سجدہ : ۲۶ [2] سُورۃ الذاریات : ۵۲ ، سُورۃ الطور : ۲۹ وغیر ذالك

یہ ابتدائی تدبیریں تھیں ! پھر جو کچھ کیا گیا، اسلام لانے والوں کو طرح طرح ستایا گیا پھر ان کا بائیکاٹ کیا گیا ! ان کو ترکِ وطن پر مجبور کیا گیا ! اور جب وطن ترک کر چکے تو مدینہ پر بار بار حملے کر کے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی گئی ! یہ سب کچھ کیا گیا مگر یہ نہ ہو سکا کہ قرآنِ حکیم کے چیلنج کا جواب دے دیں اور ایک سورت اس کے مقابلہ میں پیش کر کے صداقتِ قرآن اور صداقتِ محمد کی تردید کر دیں ! یہ صداقت کی دوسری دلیل تھی جو آنحضرت ﷺ نے پیش کی اور یہ دلیل جس طرح آنحضرت ﷺ کے دورِ مسعود میں برہان قاطع اور حجتِ کاملہ تھی آج چودہ سو برس کے بعد ایسی ہی درخشاں اور تاباں دلیل ہے جو پوری دنیا کو للکار رہی ہے !

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾ [1] (سُورہ بنی اسرائیل : ۸۸)

ضمیر سے بغاوت کی یہ بدترین مثال تاریخ نے فراموش نہیں کی کہ قریش کے یہی سرغنہ ابوجہل، اَخنس بن شریق اور ابوسفیان جو دوسروں کو قرآن شریف سننے سے منع کرتے تھے، راتوں کو چھپ چھپ کر خود قرآن شریف سنا کرتے تھے ! رات کے آخری حصہ میں جب رسولِ خدا ﷺ بھینی بھینی آواز سے قرآن شریف پڑھتے تھے تو قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت صداءِ پُرسوز میں عجیب کیفیت پیدا کر دیتی تھی جو ایک دفعہ سن لیتا وہ بار بار سننے کے لیے بے چین رہتا ! ان سرداروں کو کسی طرح سننے کا اتفاق ہو گیا تو پھر جب موقع ملتا خلوت کدہ آستانۂ مبارک پر پہنچ جاتے اور کان لگائے سنتے رہتے ! کبھی آپس میں مڈبھیڑ بھی ہو جاتی تو ہر ایک دوسرے کو ملامت کرتا مگر یہ ایک ایسا جرم تھا جس سے باز رہنا مشکل تھا ! البتہ نوجوانوں کو منع کرتے ہیں ! سب کا اتفاق تھا کہ اگر وہ گرویدہ ہو گئے تو ہماری طرح اپنے ضمیر سے بغاوت نہیں کر سکیں گے ! [2] (ماخوذ از سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ص ۲۵۴ تا ۲۶۴)

---

[1] ''اگر تمام انسان اور سارے جن اِس پر متفق ہو جائیں کہ اِس قرآن جیسا قرآن پیش کر دیں تو وہ اِس جیسا قرآن پیش نہیں کر سکیں گے، خواہ وہ اس میں ایک دوسرے کی کتنی ہی مدد کریں''

[2] سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۳ ، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۶۴ ، الاصابہ ج ۱ ۲۳۱ ذکر اَخنس بن شَریقؓ

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سیّد عالم ﷺ کی دُوسری صاحبزادی ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب صاحبزادیوں میں بڑی تھیں ان کے بعد حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، ان دونوں میں آپس میں کون سی بڑی تھیں اس میں سیرت لکھنے والوں کا اختلاف ہے، بہرحال یہ دونوں بہنیں اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں ان دونوں بہنوں کا نکاح ابولہب کے بیٹوں عُتبہ اور عُتَیبہ سے آنحضرت ﷺ نے کردیا تھا ! حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ سے اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عتیبہ سے ہوا تھا ! ابھی صرف نکاح ہی ہوا تھا رُخصت نہ ہونے پائی تھیں کہ قرآنِ مجید کی سورۃ ﴿ تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ ﴾ نازل ہوئی جس میں ابولہب اور اُس کی بیوی (اُم جمیل) کی مذمت (بُرائی) کی گئی ہے اور اُن کے دوزخ میں جانے سے مطلع کیا گیا ہے ! جب یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ تم سے میرا کوئی واسطہ نہیں ! ابولہب کی بیوی اُم جمیل نے بھی بیٹوں سے کہا کہ یہ دونوں لڑکیاں (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں) (العیاذ باللّٰہ) بد دین ہوگئی ہیں لہٰذا اِن کو طلاق دے دو چنانچہ دونوں لڑکوں نے ماں باپ کے کہنے پر عمل کیا اور طلاق دے دی۔ (اُسد الغابہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح :

جب حضورِ اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ سے کردیا تو اِس کی خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملی، وہ اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس خبر سے اِن کو بڑا

ملال ہوا اور یہ حسرت ہوئی کہ کاش میرا نکاح محمد (ﷺ) کی صاحبزادی رُقیہؓ سے ہو جاتا ! یہ سوچتے ہوئے اپنی خالہ حضرت سعدیٰ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور اُن سے تذکرہ کیا۔ خالہ صاحبہ نے اِن کو اسلام کی تبلیغ کی وہاں سے چل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اِن کو اپنی خالہ کی باتیں بتائیں جو اُنہوں نے اسلام کی ترغیب دیتے ہوئے کہی تھیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتوں کو سراہتے ہوئے خود بھی دعوتِ اسلام پیش کی اور فرمایا :

وَيْحَكَ يَا عُثْمَانُ اِنَّكَ لَرَجُلٌ حَازِمٌ اَيَخْفٰى عَلَيْكَ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ هٰذِهِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ يَعْبُدُهَا قَوْمُكَ اَلَيْسَتْ حِجَارَةً صُمًّا لَا تَسْمَعُ وَلَا تُبْصِرُ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ

''افسوس ! اے عثمان (اب تک دعوتِ حق تم نے قبول نہیں کی) تم تو ہوشیار اور سمجھدار آدمی ہو، حق اور باطل کو پہچان سکتے ہو، یہ بُت جن کو تمہاری قوم پوجتی ہے کیا گونگے پتھر نہیں ہیں جو نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نفع نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں''

یہ سُن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بیشک آپ نے سچ کہا ! یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سید عالم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیے تشریف لے آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کے سامنے اسلام قبول کرلیا ! ان ہی دنوں میں ابولہب کے بیٹوں نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی تھی لہٰذا آنحضرت ﷺ نے حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا [1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں، دونوں کو ایک ساتھ طلاق ہوئی تو بظاہر عقل کا مقتضٰی یہ ہے کہ پہلے بڑی دُختر کی شادی کی ہوگی [2] واللہ تعالیٰ اعلم

ہجرتِ حبشہ :

جوں جوں مسلمان بڑھتے جارہے تھے اور اسلام کے حلقہ بگوشوں کے جتھے میں اضافہ ہوتا جارہا تھا مشرکینِ مکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی تدبیریں کرتے جارہے تھے ! ان ظالموں نے

---

[1] الاصابہ [2] الاستیعاب

خدائے وحدہٗ لاشریک کے پرستاروں کو اِس قدر ستایا کہ اپنے دین کی سلامتی اور جان کی حفاظت کے لیے اِن حضرات کو اپنے مالوف وطن چھوڑنے پڑے ! مسلمانوں کی ایک جماعت ترکِ وطن کر کے حبشہ کو چلی گئی ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ بنت سید البشر حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر حبشہ کو ہجرت کی تھی ! جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ حبشہ کو روانہ ہوئے تو (کئی روز تک) آنحضرت ﷺ کو اِن کی خیر خبر نہ ملی ! آپ اس فکر میں مکہ معظّمہ سے باہر جا کر مسافروں سے معلوم فرمایا کرتے تھے، ایک روز ایک عورت نے کہا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے ! اُس کا جواب سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اِن کا ساتھی ہے، بیشک لوط علیہ السلام کے بعد عثمانؓ سب سے پہلا مہاجر ہے جس نے اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔(اُسد الغابہ)

حبشہ کو دوبارہ ہجرت :

ان دونوں حضرات کے ساتھ چند مسلمان مرد عورتیں اور بھی تھیں، جب یہ حضرات حبشہ پہنچ گئے تو وہاں یہ خبر ملی کہ مکہ والے مسلمان ہوگئے ہیں اور اسلام کو غلبہ ہوگیا ہے ! اس خبر سے یہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے وطن کو واپس لوٹے لیکن مکہ معظّمہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے اور پہلے سے بھی زیادہ تکلیفیں مسلمانوں کو دی جارہی ہیں ! یہ سن کر بہت قلق ہوا ! پھر اِن میں سے بعض حضرات وہیں سے حبشہ کو واپس ہوگئے۔ پہلی ہجرت کے بعد ایک بڑی جماعت نے (جس میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں بتلائی جاتی ہیں) متفرق طور پر ہجرت کی اور پہلی ہجرت حبشہ کی ''ہجرتِ اُولیٰ'' اور یہ دُوسری ہجرت حبشہ کی ''ہجرتِ ثانیہ'' کہلاتی ہے۔ بعض صحابہؓ نے حبشہ کو دونوں ہجرتیں کیں اور بعض نے صرف ایک ہجرت کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دونوں مرتبہ حبشہ کو ہجرت کی تھی قَالَ فِیْ اُسُدِ الْغَابَةِ وَهَاجَرَا كِلَاهُمَا اِلَی الْاَرْضِ الْحَبْشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ ثُمَّ اِلٰى مَكَّةَ وَهَاجَرَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ .

مدینہ منورہ کو ہجرت :

دوسری مرتبہ دونوں حضرات یعنی حضرت عثمان اور حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہجرت کرکے حبشہ تشریف لے گئے پھر وہاں سے مکہ معظّمہ تشریف لے آئے اور اِس کے بعد مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی قَالَ الْحَافِظُ فِی الْاِصَابَةِ وَالَّذِیْ عَلَیْہِ اَھْلُ السِّیَرِ اَنَّ عُثْمَانَ رَجَعَ اِلٰی مَکَّةَ مِنَ الْحَبْشَةِ مَعَ مَنْ رَجَعَ ثُمَّ ھَاجَرَ بِاَھْلِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَةِ . (حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ سیر کا یہی کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ مکہ لوٹ آنے والوں کے ساتھ مکہ آئے پھر اہلیہ کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت کی)

اولاد :

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے صرف ایک صاحبزادہ تولد ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اس صاحبزادہ کی ولادت حبشہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادہ کا نام اسلام سے پہلے عبداللہ تھا، اس کی وجہ سے ابوعبداللہ کنیت تھی ! پھر جب حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے صاحبزادہ تولد ہوا تو اُس کا نام بھی عبداللہ تجویز کیا اور اپنی کنیت ابوعبداللہ باقی رکھی [۱]
اس صاحبزادہ نے چھ برس کی عمر پائی اور جمادی الاولیٰ ۴ھ میں وفات پائی۔ حضرت سید عالم ﷺ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبر میں اُتارا ! وفات کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگ ماردی جس کی وجہ سے چہرہ پر ورم آگیا، مرض نے ترقی کی حتی کہ راہی ملکِ بقا ہوگئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۲] حضرت عبداللہؓ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی [۳]

وفات :

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا نے ۲ھ میں وفات پائی، یہ غزوۂ بدر کا زمانہ تھا۔ حضورِ اقدس ﷺ جب غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں اُن کی تیمارداری کے لیے آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر روانہ ہوئے (باقی ص ۶۳)

---

[۱] الاستیعاب [۲] اُسدالغابہ [۳] الاصابہ

رمضان شریف ، شبِ قدر ، اعتکاف

﴿ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

انسان کیا ہے ؟

اس کا جواب نہایت آسان اور ظاہر ہوتے ہوئے انتہا درجہ پوشیدہ اور حد سے زیادہ مبہم ہے ! ! ؟

چنانچہ عربی شاعر اَبُو العَلَا المَعَرِّیْ نے کہا تھا

وَالَّذِیْ حَارَتِ الْبَرِیَّۃُ فِیْہِ   حَیْوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جِمَادِ

''جس کی حقیقت میں ساری مخلوقات سرگرداں ہے وہ ایک جاندار ہے جو جماد یعنی مٹی وغیرہ سے پیدا کیا گیا''

تاہم علماء اور حکماء نے اس سوال کا جواب دیا ہے ! منطقی صاحبان فرماتے ہیں کہ انسان ''حیوانِ ناطق'' ہے یعنی ایسا جاندار جو بدیہیات سے نظریات کو پہچان سکے، اُمور متعارَفہ سے غیر معلوم اُمور کو دریافت کر سکے ! !

اسی طرح اَطباء، فلاسفہ وغیرہ نے اپنے اپنے مذاق کے بموجب مختلف عبارتوں سے اس سوال کا جواب دیا ہے ! اور یادش بخیر مسٹر ڈارون کا خیال یہ ہے کہ

'' انسان درحقیقت بندر تھا جو ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ گیا ''

ارتقائی مدارج نے اس کی دُم غائب کردی اور اُس کے قد کو سیدھا کر دیا !

جدید فلاسفہ کی تحقیق ہے کہ

''انسان ابتداء میں ایک کیڑا ہوتا ہے جو نشوونما پاتے پاتے انسان بن جاتا ہے''

مگر علماءِ تصوف و سلوک کا جواب سب سے زیادہ دلچسپ اور کارآمد ہے، علماءِ حقیقت فرماتے ہیں کہ

''یہ ایسی مخلوق ہے جس میں جانوروں کی خواہشات اور فرشتوں کے مَلَکَاتْ کو یکجا کر دیا گیا ہے'' ! ! !

علماءِ سلوک کا یہ جواب اُن کے مخصوص مذاق کا آئینہ دار ہے علماءِ سلوک و تصوف کا کام یہی ہے کہ وہ رذیل اور کمینہ اخلاق سے رُوح کو پاک وصاف کریں، اعلٰی اخلاق اور بلند ترین فضائل کو اِس طرح فطرتِ انسانی کے ساتھ پیوست کر دیں کہ وہ طبیعتِ ثانیہ بن جائیں ! !

جانوروں کی خواہشات کے لیے اصطلاحی لفظ ''بَہِیمِیَت'' ہے اور فرشتوں کے ملکات کو ''مَلکُوتی صفات'' سے تعبیر کیا جاتا ہے ! ! اس حقیقت کی دُوسری تعبیر یہ بھی ہے کہ

'' انسان ایک ایسی مخلوق ہے جس کو خیر اور شر سے مرکب کیا گیا ہے ''

حقیقت یہ کہ ہم اصلاح اور تزکیہ نفس کا اُونچا مقصد سامنے رکھ کر اِنسان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم ابتداء میں نوزائیدہ بچہ کو اِس طرح بے حس اور عقل و شعور سے خالی پاتے ہیں جس طرح اور حیوانات کے بچے ! جن کے تمام احساسات اور تخیلات کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ بھوک لگے تو رولیں، پیٹ بھر جائے تو سو جائیں لیکن پھر (جسمانی) نشو ونما کے ساتھ ساتھ فہم اور شعور کا بھی نشو ونما ہوتا چلا جاتا ہے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد اُس کے علم و اِدراک کی ایک مخصوص کیفیت جانوروں کے بچوں سے اُس کو ممتاز کر دیتی ہے !

یہاں سے منطقی تعریف کا آغاز ہوتا ہے کہ'' وہ ایک ایسا جاندار ہے جس میں اِدراک کی قوت ہو'' لیکن وہ قوتِ ادراک پالینے کے بعد بھی اپنی خواہشات میں جانوروں سے کچھ ممتاز نہیں ہوتا ! کھانے پینے کی طرف میلان، دُنیا کی طمع اور حرص، مرضی کے برخلاف پر غیظ و غضب اور پھر تکبر اور خود پسندی اور اسی طرح نفسانی خواہشات وغیرہ وغیرہ ! وہ شیر، بھیڑیے، بکرے اور بندروں جیسا ہوتا ہے ان ہی میلانات اور اَوصاف کا نام ''بَہِیمِیَت'' ہے ! ! لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس بَہِیمِیَت اور حَیْوَانِیَت کے دور میں ایک لطیف استعداد اُس کے اندر ضرور ہوتی ہے جس کو اگر بروئے کار لایا جائے تو وہ پکا خدا پرست، پرہیزگار، رحمدل، دُنیا سے بے نیاز، خدا کی مرضی پر راضی اور جانثار، حلیم اور بردبار ہوسکتا ہے ! یہ لطیف استعداد اگرچہ اُس کی فطرت کا جزو ہوتی ہے مگر اُس کا ظہور دس بارہ سال کی عمر سے پہلے عموماً نہیں ہوتا، شریعتِ غَرَّاء نے اس لطیف استعداد پر اَحکام کی تکلیف کو موقوف رکھا ہے اور سنِ بلوغ کو اُس استعداد کے لیے ایک معیار قرار دیا ہے !

بہرحال یہ حسی مشاہدہ صوفیاءِ کرام اور علماءِ حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ انسان بَہِیمِیتْ اور مَلکُوتِیْ صفات سے مرکب ہے ! ! !

قرآنِ پاک کی متعدد آیتیں اِس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک اور چیز کی تعلیم دیتی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو اگرچہ خیروشر، بَہِیمِیتْ اور مَلکُوتِیَتْ سے مرکب کیا گیا ہے مگر مرضی اِلٰہی یہ ہے کہ وہ بَہِیمِیْ صفات کو چھوڑ کر مَلکُوتِیْ صفات اپنے اندر پیدا کرے اور بارگاہِ رب العزت میں اعلیٰ تقرب حاصل کرلے ! ارشاد ہوتا ہے :

﴿ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴾ (الاحزاب : ۷۲)

''ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی مگر اُن سب نے اس کے برداشت کرنے سے انکار کیا اور اس سے خوف کھایا، انسان نے اس کو برداشت کرلیا کیونکہ وہ ظَلُوْمْ و جَھُولْ تھا''

یعنی زمین آسمان اور پہاڑ نہ بَہِیمِی صفات رکھتے ہیں اور نہ مَلکوتی صفات کی اُن کے اندر صلاحیت ہے انسان میں بَہِیمِی صفات فطری طور پر موجود ہیں اور مَلکُوتِی صفات بھی اُس کی فطرت میں وَدیعت فرمائی گئی ہیں تو اُس کو یہ امانت عطا فرمائی گئی تا کہ وہ صِفَاتِ خَبِیْثَہ سے پاک ہوکر مَلکُوتِی صِفَاتْ حاصل کرلے ''ظَلُوْم'' کے بجائے ''عادل'' ہو ! ''جاھل'' کے بجائے ''عالِم'' بنے !

سورۂ تین میں خداوندِ عالم نے چند چیزوں کی قسمیں کھا کر اِرشاد فرمایا ہے :

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴾ (سُورة التين : ۴ تا ۶)

''انسان کو ہم نے بہت ہی بہتر وضع عنایت فرمائی پھر اُس کو سب سے نیچے کے درجہ میں دھکیل دیا، مگر صرف وہ لوگ جو اِیمان لائے جنہوں نے نیک کام کیے اُن کے لیے ایسا اجر ہے جس پر کوئی احسان نہیں جتایا جائے گا''

یعنی انسان جس میں بہترین صلاحیت اور لطیف تر اِستعداد ودیعت کی گئی ہے اُس کی اصل فطرت بیشک بہترین وضع پر ہوئی ہے اب اگر وہ اُس لطیف استعداد کو بیکار چھوڑ کر بَہِیْمِی صفات کا گرویدہ بنتا ہے طمع ، حرص ، غضب ، نفسانی شہوات کا دلدادہ رہتا ہے تو اُس کو سب سے نیچے کے درجہ میں ڈالا جائے گا کہ اُس نے فطرت کی بہت بڑی نعمت کو قطعاً لغو اور بیکار کر دیا لیکن اگر وہ اُس نعمتِ کبرٰی سے بہرہ اندوز ہو کر ایمان اور عملِ صالح پر کار بند ہوتا ہے تو اُس کے لیے خداوندِ عالم کے ہاں بڑے بڑے اجر اور مراتب ہیں ! واللہ اعلم

فلسفۂ رمضان :

اس تمہید کے بعد حجۃ الاسلام سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی تقریر سے امداد لیتے ہوئے رمضان ، روزہ ، اعتکاف اور شبِ قدر کا فلسفہ بیان کرتے ہیں

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَالْمُعِیْنُ

اور مضمون ہذا کے ساتھ اگر اُن تمثیلات کو بھی مِلا لیا جائے جو شعبان کے نمبر میں شبِ براَت اور روزۂ شعبان کے سلسلہ میں عرض کی گئی تھیں تو ناظرین کرام کا حظ دوبالا ہو جائے گا !

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نفسانی اور حیوانی شہوات کا مدار خورد و نوش پر ہے ، کھانے پینے میں بے اعتدالی ہو تو اِن بَہِیْمِی صفات میں زیادتی ہو جاتی ہے ، روزہ کا مقصد یہی ہے کہ بَہِیْمِی صفات کو کمزور کرنے ، مَلَکُوْتِی صفات کو قوت پہنچانے کے لیے کھانا پینا جماع وغیرہ چھوڑ دے !

☆ ''قلب'' کو غیر اللہ کے تصورات سے پاک کرلے ! حسد ، بغض ، کینہ ، عداوت وغیرہ صفاتِ خبیثہ سے صاف کرلے !

☆ ''زبان'' کو غیبت ، چغلی ، دشنام ، بیہودہ مذاق ، جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھے !

☆ ''آنکھ'' کو نظرِ بد سے !

☆ ''اعضاء'' کو اَفعالِ ممنوعہ سے روکے ! یہ ہے روزہ کی رُوح ! !

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روزہ کی تین قسمیں ہیں :

(۱) عوام کا روزہ یعنی کھانا پینا اور جماع ترک کر دینا ! !

(۲) خواص کا روزہ یعنی حواس اور اَعضاء کو خواہشات سے روک کر ایسے جائز افعال سے بھی اجتناب کیا جائے جن سے نفس کو کسی قسم کی مسرت یا لذت حاصل ہو ! !

(۳) اَخص الخواص کا روزہ یعنی ما سوا خدا تمام چیزوں سے اجتناب اور اِحتراز کر کے صرف حضرت حق جل مجدہٗ کے مراقبہ اور اُسی کے تصور اور دھیان میں مستغرق رہا جائے ! !

فضائلِ روزہ :

سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روزہ ایک بہت بڑی نیکی ہے جو مَلَکُوتِی صفات کو قوی کرتا ہے اور بَہِیْمِی صفات کو کمزور کرتا ہے ! رُوح کو صیقل اور صاف کرنے میں اور بَہِیْمِی طبیعت کو مقہور اور مغلوب کرنے میں روزے کے برابر کوئی نیکی نہیں !

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنی عام قاعدہ تو یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب علٰی حسبِ مراتب وتفاوتِ نیت وغیرہ دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ملتا ہے چنانچہ فرشتے اسی قاعدہ کے بموجب نامۂ اعمال میں ثواب لکھتے ہیں مگر روزہ اس عام قاعدہ سے مستثنٰی ہے اور اُس کا تعلق مخصوص طور پر میرے ساتھ ہوتا ہے لہٰذا اس کا بدلہ بھی مخصوص طور پر میں ہی مرحمت کروں گا ! ! !

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب روزہ کی اصل اور رُوح یہ قرار دی گئی کہ بَہِیْمِی اور ناپاک صفات کو کمزور کیا جائے تو جس قدر یہ صفات کمزور ہوتی رہیں گی اُتنی ہی رُوح میں صفائی پیدا ہوتی رہے گی ! گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے گا مَلکوتی صفات میں قوت بڑھتی رہے گی، مَلَائِکَ سے خاص قرب حاصل ہوتا رہے گا اور فرشتوں کی نگاہ میں وہ محبوب اور عزیز بنتا رہے گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے :

وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ [1]

''یقیناً روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی مانی جاتی ہے''

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۹۵۹

کیوں نہ ہو، یہ اَثر ہے اُس فاقہ اور اُس نفس کُشی کا جو اللہ کے لیے ہے جو رُوح کے زنگ کو دُور کرتا ہے ! ملائکہ سے مشابہت پیدا کرتا ہے ! شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص روزہ کو عادت بنالیتا ہے تو عاداتِ خبیثہ کے مہلک خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے ! !

فضائلِ رمضان شریف :

ماہِ شعبان کی اشاعت میں عرض کیا گیا تھا کہ رُوحانی عالَم اور ملاءِ اَعلیٰ کے لیے بھی فصلِ بہار اور موسمِ گل ہوتا ہے چنانچہ رمضان شریف کا مہینہ عالَمِ بالا کے لیے فصل گاہ ہے ! رُوحانی مَلَکات سرسبز ہوتے ہیں، باغیچہ ہائے رحمت میں تازگی آتی ہے، جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور عالَمِ اَسفل پر مخصوص اَنوار اور برکات کی بارش ہوتی ہے ! ! !

فضائلِ رمضان کے متعلق اگر تمام احادیث کو جمع کیا جائے تو بہت زیادہ طول ہو جائے گا رسالہ کے اوراق اِس کے متحمل نہیں، یہاں ہم اس سلسلہ میں صرف دو حدیثیں پیش کرتے ہیں :

پہلی حدیث : رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا میری اُمت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں مرحمت ہوتی ہیں جو دُنیا میں کسی اُمت کو نہیں عطا کی گئیں :

(۱) رمضان کی پہلی شب میں خداوندِ عالم نظرِ لطف فرماتا ہے اور جس پر خداوندِ عالم نظرِ لطف فرما گئے اُس کو کبھی عذاب نہ دے گا ! ! خداوندا ہمیں نظرِ لطف کا اہل کر دے، آمین [۱]

(۲) روزہ داروں کے منہ کی بو خدا کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی مانی جاتی ہے !

(۳) فرشتے میری اُمت کے لیے رات دِن مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں !

(۴) خداوندِ عالم جنت کو حکم فرماتے ہیں کہ مزین ہو جا، بہت ممکن ہے میرے کچھ بندے دُنیا کی مصیبت سے نجات پا کر تیرے اندر میری نوازشوں سے بہرہ اَندوز ہوں !

(۵) جب آخری شب ہوتی ہے تو تمام روزہ داروں کو بخش دیا جاتا ہے (یعنی جنھوں نے روزے کے آداب کا پورا پورا لحاظ کیا تھا)

---

[۱] دُوسری حدیثوں میں یہ بھی آتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور بڑے بڑے شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے !

کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا وہ شبِ قدر ہوتی ہے ؟

فرمایا نہیں لیکن قاعدہ یہی ہے کہ مزدور کو مزدوری کام کے ختم پر دی جاتی ہے۔ (ترغیب وترہیب ص ۲۰۱)

دُوسری حدیث میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ ﷺ نے تقریر فرمائی آپ نے ارشاد فرمایا :

''مسلمانو ! وہ مبارک اور باعظمت مہینہ آگیا جس میں ایک رات وہ ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے ! خدانے اِس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اور شب بیداری کو نفل قرار دیا ہے، اس مہینہ میں نفلی کام فرض کے برابر ثواب رکھتے ہیں اور اس ماہ میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے !

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے ! [1]

یہ باہمی ہمدردی کا مہینہ ہے ! وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے جو شخص کسی روزہ دار کو اِفطار کرائے گا تو اُس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اُس کی گردن آگ سے نجات پائے گی ! اور جس طرح روزہ دار کو روزہ کا ثواب ملے گا اُسی کے برابر اِفطار کرانے والے کو بھی ثواب مِلے گا بدوں اِس کے کہ اُس کے ثواب میں کمی واقع ہو ! [2]

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے اندر اِتنی وسعت کہاں ہے کہ دُوسروں کی دعوت کریں ! ؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خداوندِ عالم یہی ثواب مرحمت فرماتا ہے اُس شخص کو بھی جو چھوارے سے یا پانی کے گھونٹ سے یا تھوڑے سے دُودھ سے کسی کا روزہ اِفطار کرادے ! !

---

[1] یعنی ہر نفسانی خواہش کو چھوڑ کر صبر کرنا اِس مہینہ کی خصوصیت ہے [2] بہتر یہ ہے کہ دُوسرے کی اِفطاری سے روزہ اِفطار کرے تاکہ اُس کو دوگنا ثواب مل جائے اور اپنا ثواب بدستور قائم رہے !

یہ وہ مہینہ ہے جس کے اَوّل میں رحمت ہوتی ہے ! وسط میں گناہوں کی بخشش !
آخر میں آتشِ جہنم سے نجات !
جو شخص اپنے غلام کے کام میں تخفیف کر دے تو خداوندِ عالم اُس کے گناہ بخشش
دیتا ہے اُس کو دوزخ سے نجات دیتا ہے !
اس مہینہ میں چار باتیں کثرت سے کرو :
(۱) اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا وِرد رکھو !
(۲) استغفار زیادہ پڑھو ! (۳) خداوندِ عالم سے جنت کی دُعا مانگتے رہو !
(۴) دوزخ سے پناہ مانگتے رہو ! (ترغیب وترہیب ص۲۰۲)

اعتکاف :

اس مبارک ماہ کی برکات کو زائد سے زائد حاصل کرنے کے لیے مسنون ہے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے ! بیسواں روزہ اِفطار کر کے اعتکاف میں داخل ہو اور چاند دیکھنے پر اعتکاف سے فارغ ہو ! اگر دس روز کا ممکن نہ ہو تو سات روز پانچ روز تین روز جس قدر ممکن ہو اور کم اَز کم ایک روز ! اعتکاف میں بیہودہ بکواس کرنی بھی منع ہے ! نیز بناوٹی طور پر خاموش ہو کر بیٹھنا بھی مکروہ ہے ! ! ہر محلّہ کی مسجد میں ایک شخص کو اِعتکاف کرنا چاہیے، یہ سنتِ کفایہ ہے ! اگر ایک شخص نے اِعتکاف کر لیا تو سب سے یہ سنت اَدا ہوگئی ! اگر موقع ہو تو جامع مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے !

شبِ قدر :

سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ لیلۃُ القدر دو ہیں :
☆ ایک تو وہ جس کے متعلق قرآنِ پاک میں اِرشاد ہے
﴿ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴾ اس شب میں تمام کاموں کی تقسیم ہوتی ہے !
یہی وہ شب ہے جس میں سارا قرآنِ کریم ایک دفعہ ہی لوحِ محفوظ سے آسمانِ دُنیا کی طرف منتقل کر دیا گیا تھا چنانچہ ارشادِ ربانی ہے

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴾ ہم نے اس کو لیلۃُ القدر میں نازل کیا !

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ رات سال بھر میں آتی ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ رمضان میں ہی ہو ہاں غالب گمان یہی ہے کہ رمضان شریف میں ہوتی ہے !

☆ دوسری شب ایک اور بھی ہے اُس کو بھی '' لَیْلَةُ الْقَدْرِ '' کہا جاتا ہے اس میں رُوحانیت کی شعائیں منتشر ہوتی ہیں ! عالمِ اسفل کی طرف مَلَائِك کا دورہ ہوتا ہے ! اب اگر اُس وقت مسلمان نماز پڑھتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کے اَنوار کا عکس پڑتا ہے اور مَلَائِك سے خاص قرب حاصل ہو جاتا ہے ! شیاطین دُور ہٹ جاتے ہیں ! دُعائیں قبول ہوتی ہیں ! نیز اَحادیث میں ہے کہ فرشتے مصافحہ کرتے ہیں ! اور ترغیب و ترہیب میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے غیبی مصافحہ کا اَثر یہ ہوتا ہے کہ دل پر رِقت طاری ہوتی ہے، آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں یہ شب جیسا کہ صحیح احادیث میں وارِد ہے اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا اُنتیسویں ہوتی ہے ! ! !

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس تحقیق پر علماء کے اختلاف کو اِس طرح منطبق فرماتے ہیں کہ اگر لَیْلَةُ الْقَدْرِ سے مقدم الذکر لَیْلَةُ الْقَدْرِ مراد ہو تو بے شک اُس کے لیے کوئی مہینہ معین نہیں نہ کوئی شب مقرر ہے !

اور اگر لَیْلَةُ الْقَدْرِ سے دُوسری لَیْلَةُ الْقَدْرِ مراد ہو تو وہ رمضان شریف کے عشرۂ اَخیرہ کی مذکورہ بالا تاریخوں میں ہوتی ہے !

جو شخص شبِ قدر میں مذکورہ بالا کیفیت حاصل کر لے تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کو مندرجہ ذیل دُعا کی تلقین فرمائی ہے : اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو آمرزگار ہے[1] معافی تجھ کو پسند ہے پس مجھ کو معاف فرما

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ جون ۲۰۱۵ء)

[1] بخشنے والا، معاف کرنے والا

روزہ اور اُس کی اقسام

﴿ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجھانوی قدس سرہٗ ﴾

معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ کی تین قسمیں ہیں :

پہلا صوم عام ہے جس کے معنی ہیں اس نیت کے ساتھ کہ میں اللہ پاک کی خوشنودی کے لیے روزہ رکھتا ہوں اوّلِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور لذائذِ نفسانی سے خود کو اَلگ رکھنا اور مکمل پرہیز کرنا وہ منعم بے نیاز اور مکرم بندہ نواز قرآنِ مجید میں (کہ اس صحیفے کے لیے لطیفہ اعزاز ہے) بیان فرماتا ہے :

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۸۳)

''اے ایمان والو ! تمہارے لیے روزے لکھے گئے'' یعنی تم پر ماہِ رمضان المبارک میں روزہ رکھنا فرض کیا گیا اور اس حکم کی پیروی تم پر واجب ہوئی اور اللہ پاک کے اس کرم پر غور کرو کہ اس بات کو ''کُتِبَ'' یعنی نوشتہ شدہ'' کہا گیا ہے جس کے معنی ہیں لکھا گیا، یہ نہیں کہا کہ میں نے لکھا ہے چونکہ روزہ میں پیاس کی تکلیف اور بھوک کی مشقت ہے اس لیے باری تعالیٰ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اس تحریر کو اپنے سے نسبت دے لیکن جب اپنی شانِ رحمت و مغفرت کو ظاہر کرنا چاہا تو غایتِ لطف و کرم کے ساتھ فرمایا کہ ہم نے رحمت و مغفرت کو اپنے ذمہ لے لیا !

﴿ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ ﴾ (سُورۃ الانعام : ۵۴)

''تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اُوپر لازم فرمالیا اور مغفرت کو اپنے ذمہ لے لیا''

جب تو اپنی کمزوری اور شدتِ ضعف کے باوجود اِس حکم کو بجا لایا جو تیرے لیے لکھا گیا تھا تو کیا اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل و کرم، جمال و جلال اور عزت و کبریائی کے ساتھ جو اپنے لیے لکھا اور اپنے اُوپر لازم فرمایا ہے وہ اسے پورا نہیں کرے گا (جبکہ وہ کرنے پر ہر طرح قدرت رکھتا ہے) اور اپنے لطف و کرم سے تیری بخشش نہیں فرمائے گا اور تجھے بہشت بریں میں جگہ نہیں دے گا ! !

اس مہینے کی ہر مقدس شب میں جبکہ سورج جو ستاروں کا شہنشاہ ہے جا کر غارِ مغرب میں چھپ جاتا ہے اور رات ظلمتِ شب کے پردے اطرافِ عالم میں چھوڑ دیتی تو اس سے پہلے کہ صبح ہو اور اپنے جمال جہاں آرا سے عالَم کو بقعۂ نور بنادے، بارگاہِ الٰہی کا مقرب فرشتہ آواز لگاتا ہے :

هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَيُغْفَرُلَهٗ ''ہے کوئی گناہ کی معافی چاہنے والا کہ اُس کے گناہ معاف کر دیے جائیں''

هَلْ مِنْ تَائِبٍ فَيُتَابَ عَلَيْهِ ''ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ ہم اُس کی توبہ قبول کریں'' ! ! !

کیا کوئی پکارنے والا ہے جو اپنا دستِ نیازی ہماری بارگاہ میں عجز و اِنکسار کے ساتھ پھیلائے تاکہ ہم مقصد کے موتیوں سے اُس کی مٹھی بھر دیں !

کوئی توبہ کرنے والا ہے جو اپنے کیے پر پشیمان ہو اور اس کے دفترِ عصیاں کو ہم مغفرت کے پانی سے دھو ڈالیں !

کوئی خطاوار ہے جسے ہم اپنی ایک نگاہِ لطف کے ساتھ بخش دیں !

کوئی مراد طلب ہے کہ ہم اُس کی جوئے بارِ تمنا میں آبِ مراد کو رَواں فرمادیں !

کوئی ڈرنے والا ہے کہ ہم اُسے اپنی بارگاہِ لطف وعطا میں باریابی کے اعزاز سے نوازیں !

کوئی راہِ طلب کا مسافر ہے کہ ہم اپنی رحمتوں کے سائے میں اُسے منزلِ مراد تک پہنچادیں !

ما یار بسیم ہیچ بے یار ہست
تا گل و ہمیش ز لطف ما خارے ہست
آوازۂ لطفِ ما در عالم بگرفت
در عرصۂ غم ہیچ گنہ گار ہست

''ہے کوئی بے یار و مددگار کہ ہم اُس کے سچے ساتھی اور بہترین مدد کرنے والے ہیں ! ہے کوئی جس کا دل غم کے کانٹے سے فگار ہو کہ ہم اُسے خوشیاں عطا کر کے پھول کی طرح شگفتہ کر دیں ! ہمارے لطف وکرم کا شہرہ دونوں جہانوں میں پھیلا ہوا ہے ! ہے کوئی ایسا آوارہ و بے سہارا اِنسان جو غم کی وادیوں میں بھٹک رہا ہو !

اے عزیز باتمیز جان لے کہ یہ ماہِ مبارک جسے اللہ پاک کا مہینہ کہا جاتا ہے ہزار عزت واحترام

کے قابل ہے کہ یہ کوئی دل آزار و بے حمیت مہمان نہیں ہے کہ جو تیرے گھر میں جھاڑو دے دے یعنی تیرے لیے بارِ خاطر اور باعثِ نقصان ہو بلکہ یہ ایسا معزز مہمان ہے کہ جب آتا ہے اپنی حوائج ضرور یہ کو اپنے ساتھ لاتا ہے اور تیرے لیے رحمت و مغفرت کے اسباب پیدا کرتا ہے اور جب جاتا ہے تو روزہ رکھنے والوں کی لغزشوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے ! ایسے مبارک مہینے کو عزیز نہ رکھنا اور یہ سوچنا کہ جب اگلے سال یہ مہینہ آئے گا تب دیکھا جائے گا، کسی طرح صحیح نہیں ہے ! اس لیے کہ کون جانتا ہے کہ کسی انسان پر آئندہ سال آئے گا بھی یا نہیں ؟ یہ خیال کر کہ ایسے کتنے لوگ تھے جو پچھلے سال اس مہینے کی برکتوں اور سعادتوں سے مالا مال تھے روزہ داروں اور عبادت گزاروں میں تھے، امسال وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں اور اب وہ خود دوسروں کی دعا اور فاتحہ کے محتاج ہیں ! ! چند روز کے لیے اپنے لبِ شکر بار پر روزہ کی مقدس مہر لگا لے اور درویشوں کا طریق اختیار کر تا کہ تجھے یہ شرف حاصل ہو اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر و ثواب دُوں گا''

اللہ پاک نے روزے کی اپنے سے نسبت قائم کی ہے اسی وجہ سے جو بھی طاعت وعبادت اس مہینے میں بندہ سے وجود میں آتی ہے اللہ پاک اُسے قبول فرماتا ہے اور اہلِ عالم کو اِس پر اطلاع ہوتی ہے لیکن روزے کو کوئی نہیں دیکھتا ! اسی لیے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ خاص میرے لیے ہے ! مختلف مذہبوں اور ملتوں کے لوگ اپنے اپنے اصنام کی عبادت یا پوجا کرتے ہیں لیکن کسی نے اپنے ان معبودوں کے لیے روزہ نہیں رکھا، ہر طرح کی پوجا پاٹ کی مگر روزہ نہیں رکھا۔ روزہ خالصتاً اللہ کے لیے ہے اور اِس کا اجر اُسی کے ذمہ ہے ! !

روایت کے نقل کرنے والوں اور پیغمبر خدا کی حدیث کو بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ پاک جو سب سے بڑا بادشاہ ہے اپنے مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو حکم دے گا کہ وہ میدانِ حشر کی فضاء میں پرواز کرے جمیع خلائق پر کہ میدانِ حشر میں جمع ہیں، ایک نظر ڈالے اور ان کو شمار کرے، وہ فرشتہ ایک پلک جھپکنے میں جن و اِنس، وحوش و طیور وغیرہ تمام مخلوقات کی تعداد کو جان لے گا اور ان کے روئیں روئیں کا حساب لگا لے گا، اسی کے ساتھ ان کی جنس کو متعین کرے گا !

تب فرمانِ خداوندی صادر ہوگا کہ ''اے میرے مقرب فرشتے تو نے میدانِ حشر میں موجود تمام خلقت کی تعداد کو جان لیا تو اب بہشت کی جانب دیکھ اور وہاں کے نعائم کا حساب کر'' اس پر فرشتہ باغِ بہشت کی نہروں، چشموں، ثمر دار درختوں نیز اَرضِ فردوس کے خوبصورت محلوں، حسین چمنستانوں اور اُن میں محوِ خرام حور و غلمان کو دیکھے گا اور ان کا حساب کرے گا، اسی طرح حکمِ خداوندی کے مطابق وہ دوزخ اور ساکنانِ دوزخ پر ایک نظر ڈالے گا اور ان سب کے اعداد و شمار کو جان لے گا، اُس وقت اللہ پاک ارشاد فرمائے گا کہ ''اے میرے مقرب فرشتے تو نے ان سب کا حال تو ایک لمحہ میں جان لیا اور اس کو جاننے میں ذرا سی دیر بھی نہیں لگی، اب تو روزہ رکھنے والوں کے لیے جو اَجر و ثواب میری طرف سے ہے اس کا شمار کر'' بارگاہِ ایزدی کا وہ مقرب فرشتہ ہزار سال تک سوچ اور غور و فکر میں ڈوبا رہے گا اور بالآخر بارگاہِ کبریائی میں عرض پرداز ہوگا کہ خدایا میں عاجز ہوں اور مجھ سے ان رحمتوں کا حساب نہ ہو سکے گا جو تو اپنے روزہ دار بندوں پر نازل فرمائے گا ! اے خداوندِ کریم روزہ کی جزا تو تیرے کرم بے نہایت پر ہے جس کا کوئی حساب نہیں ! اس لیے کہ خداوندا تو نے خود فرمایا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور اُس کا اجر میرے ذمہ ہے !

سوال : روزے کے ایجاب میں حکمت کیا ہے ؟

جواب : ایک بات تو یہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ ایک سال تک جو گناہوں کا ڈھیر جمع ہوتا ہے روزے میں لگنے والی بھوک کی آگ اُسے جلا ڈالتی ہے اور دوسرا جواب (کہ جس پر ہزار جانیں نچھاور کی جاسکتی ہیں) یہ ہے کہ اللہ پاک نے بغیر کسی واسطے کے روزے کے سلسلے میں اپنی خوشنودی کی خبر دی ہے اور روزہ داروں کو مہمانِ بہشت قرار دیا ہے ﴿ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ﴾ [1]
''اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے''

اس کے بعد فرمایا کہ چند روز روزہ داری کے سلسلہ میں بھوکے رہو تا کہ تمہارے چہرے سے آثارِ مہمانی ظاہر ہوں !

[1] سُورہ یونس : ۲۵

کنز العلوم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰ ۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ
''اے موسیٰ ہم اُمتِ محمدی کو دو نور عطا فرمائیں گے جنہیں دو ظلمتوں کا کوئی خوف نہ ہوگا''
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا اِلہ العالمین وہ دو نور کون سے ہیں ؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا پہلا نور قرآن ہے اور دوسرا نور ماہِ رمضان !
حضرت موسیٰ نے پھر پوچھا وہ دونوں ظلمتیں کون سی ہیں جن سے ان دو نور والوں کو ضرر نہیں پہنچے گا ؟
فرمایا گیا وہ دو ظلمتیں ظلمتِ قبر اور ظلمتِ یوم قیامت ہیں !
اس مقدس ومبارک مہینے میں اُمتِ محمدی کے لیے بیس فضائل ہیں : دو حرمتیں ہیں، دو عصمتیں ہیں، دو نعمتیں ہیں، دو رُخصتیں ہیں، دو کرامتیں ہیں، دو بشارتیں ہیں، دو برکتیں ہیں، دو راتیں ہیں، دو ہدیے ہیں، دو فرحتیں ہیں !

☆ دو حرمتیں یہ ہیں : ایک حرمت ماہ رمضان ایک حرمتِ قرآن !
﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ﴾ [1] ''ہم نے نازل کیا قرآنِ پاک کو ماہِ رمضان المبارک میں''

☆ دو عصمتیں ہیں : ایک شیطانِ لعین سے کہ وہ انسان کو گمراہ کرتا ہے اور قلوب میں وسوسے ڈالتا ہے ! اور دوسرے دوزخ کی آگ سے کہ اس مہینہ میں شیطان قید کر دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں !

دو نعمتیں ہیں : ایک یہ ہے کہ اس مبارک ماہ میں بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ! دوسرے یہ کہ دلوں کو نورِ ایمان کی روشنی سے منور کر دیتے ہیں !

☆ دو رُخصتیں ہیں : ایک وقت سے پہلے افطار مسافر کے حق میں اور دوسرے بیمار کے حق میں !
﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ﴾ [2]
''سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اُس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے''

---

[1] سُورۃ البقرۃ : ۱۸۵ [2] سُورۃ البقرۃ : ۱۸۵

☆ دو کرامتیں ہیں : ایک خود روزہ اور دوسرے جزائے روزہ جس کو اللہ پاک نے اپنے سے متعلق رکھا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اِس کی جزا دُوں گا''
دوسرے یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک و عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے !

☆ دو بشارتیں ہیں : ایک اِرادۂ یسر ، دوسرے نفی عسر
﴿ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دُشواری منظور نہیں''

☆ دو برکتیں یہ ہیں : ایک برکتِ روزہ دوسرے برکتِ سحور یعنی سحری کھانے کی برکت

☆ دو راتیں ہیں : ایک شب ِبدر ، دوسری شب ِقدر

☆ دو ہدیے یہ ہیں : پہلا یہ کہ روزہ دار کی نیند بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیداری کی عبادت میں داخل ہے ! دوسرے یہ کہ اِس کی خاموشی تسبیح و تہلیل کا درجہ رکھتی ہے !

☆ دو فرحتیں یہ ہیں : ایک افطار کی فرحت ، دوسرے دیدار کی فرحت !

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُمتِ محمدی کو عذاب نہیں دے گا اس لیے کہ اِس نے اُمت کو ماہِ رمضان اور ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں !

اے مومن روزہ دار ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ پڑھ اور برأت و نجات حاصل کر ! ! !

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے ماہِ رمضان میں پانچ چیزیں عطا فرمائیں :

☆ پہلی یہ کہ جب رمضان المبارک کی پہلی شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ میری اُمت پر اپنی رحمتوں کے ساتھ نظر کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس پر اللہ پاک کی نگاہِ رحمت ہو جاتی ہے اُس کو پھر عذاب نہیں دیا جاتا

☆ دوسرے یہ کہ اللہ پاک کے نزدیک روزہ داروں کے منہ کی بو، مشک و عنبر پر فوقیت رکھتی ہے !

☆ تیسرے رمضان المبارک کی تمام راتوں اور دنوں میں فرشتے روزہ داروں کے گناہوں کے لیے توبہ و استغفار کرتے ہیں !

☆ چوتھے یہ کہ اللہ پاک بہشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ کے اِن نیک بندوں اور دوستوں کا استقبال کرنے کے لیے آمادہ و آراستہ رہیں کہ وہ وقت نزدیک آگیا ہے کہ وہ دنیا کی تکلیفوں اور محنتوں سے رہائی پائیں اور میری رحمتوں کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں !

☆ پانچویں یہ کہ جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے اللہ پاک جو رحیم و کریم ہے روزہ داروں کو بخش دیتا ہے اور اُن کے گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔

جب ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے عرشِ خداوندی لرزنے لگتا ہے کہ ایسا مہمانِ عزیز مومنین کے پاس جارہا ہے کیا خبر ہے کہ وہ اِن کے پاس سے خوش وخرم واپس آتا ہے یا نہیں !

ماہِ رمضان میں مقربانِ بارگاہِ الٰہی تیرے حجرۂ خواجگی یعنی تیرے محل کی طرف دیکھتے ہیں کہ تو کسی بھوکے فقیر کو روٹی کا لقمہ دیتا ہے یا نہیں؟ کسی یتیم کا دل خوش کرتا ہے یا نہیں؟ تو نے حلال روزی کمائی ہے یا حرام کی کمائی سے تیرے لیے کھانا تیار کیا گیا ہے ؟ ایسا تو نہیں کہ تو یتیم یا کسی بیوہ کے مال سے روزہ کھول رہا ہے !

امام بلخ خلف بن ایوب کے یہاں ایک باندی تھی جس کو انہوں نے فروخت کر دیا، حاکم شہر نے اس کو خریدا اور اپنے گھر لے گیا، وہ باندی محل میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ملازم افطاری کے لیے مختلف چیزیں لا لا کر دسترخوان سجا رہے تھے اور جیسا کہ حکام کا شیوہ اور ان کے یہاں کا دستور ہوتا ہے کہیں سے گوشت کہیں سے شیرینی اور کہیں سے خوان لگ کر آرہا تھا، کنیز نے اس سے پہلے کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ دوسروں کے مال سے روزہ کھولا جاتا ہو ! اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کیوں ہے کہ افطاری کا سامان ایک ساتھ اور یکجا صورت میں نہیں لایا گیا ! اسے جواب ملا کہ اہلِ قریہ پر یہ محصول کی صورت میں عائد ہوتا ہے جیسے جیسے لوگ لا لا کر دیتے جاتے ہیں سامان یہاں آتا رہتا ہے ! کنیز نے تعجب سے کہا کیا مسلمانوں میں اس قسم کی باتیں بھی ہوتی ہیں ؟ جواب ملا کہ ''ہاں'' یہی ہوتا ہے اس پر وہ کنیز رونے لگی اور کہنے لگی کہ مجھے میرے پہلے آقا کے یہاں پہنچا دو جہاں میں نے پرورش پائی ہے کہ جب کوئی مرغ بیمار ہوتا اور اس کے دسترخوان کا کوئی ریزہ چن لیتا تو شفایاب ہو جاتا !

اے خلف بن ایوب کی باندی سے برتر اِنسان سر اُٹھا اور سوچ کہ کس برتے پر تو خود کو اپنے وقت کا عالم اور زاہد کہہ سکتا ہے اور اس کا سزاوار ہو سکتا ہے ! ! !

اے عزیز باتمیز ! تجھے اس ماہِ مقدس میں اپنے ایک سال کے گناہ بخشوا لینے چاہئیں اگر تو نے اس مبارک مہینے ''شہر رمضان'' میں اپنے گناہوں کو نہ بخشوایا تو پھر اس کے لیے کون سا مہینہ ہوگا ؟ دریائے رحمت جوش میں ہے اگر اس وقت تو اپنے مقصد و مراد تک نہیں پہنچتا تو کب پہنچے گا ؟

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ صبر کے دو حصے ہیں، نصف حصہ ایمان سے متعلق ہے اور نصف حصہ روزے سے ! نیز کہا گیا ہے کہ اِنسان کے اعمال اور ذخیرۂ ثواب کو مظالم برباد کر دیتے ہیں، سوائے روزہ کے کہ اِس کا ثواب انسان سے نہیں چھینا جاتا، باری تعالیٰ قیامت کے دن حکم فرمائیں گے کہ روزہ دار سے قصاص نہ لیا جائے !

اب کہ تجھے روزۂ عام کے بارے میں معلوم ہو گیا جو ''اَخیار'' کا روزہ ہے اور اس کی فضیلت وثواب سے بھی تجھے آگاہی ہو گئی، تو اے فرزند اَرجمند جان لے کہ روزہ کی دوسری قسم خاصانِ خدا کا روزہ ہے اور وہ مذکورہ اُمور سے بچنے کے علاوہ تمام عیوب وذنوب یعنی گناہوں اور بداعمالیوں سے بچنا اور ظاہری وباطنی دونوں سطح پر صبر اختیار کرنا اور اپنے اعضاء وجوارح کو تمام برائیوں سے محفوظ رکھنا ہے جیسا کہ نفس کو شراب وطعام یا کھانے پینے سے روکا جاتا ہے اسی طرح تمام قویٰ اور اعضاء (مثال کے طور پر) آنکھوں، کانوں، زبان اور دل کی حفاظت کی جائے کہ وہ بری چیزوں کے دیکھنے، ان کے بارے میں سننے اور انہیں چکھنے اور عالمِ خیال میں ان کی خواہش کرنے سے بچیں۔

جب اِن اعضاء کی حفاظت ہو جائے گی تو باقی تمام اعضاء بھی مصئون ومحفوظ ہو جائیں گے اور تو مکمل طور پر راہِ خدا میں ایستادہ اور منزل صبر ورضا میں قائم ہوگا۔

☆ سب سے پہلے دل کی حفاظت فرض ہے، اللہ پاک نے فرمایا ہے ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَافِيْ قُلُوْبِكُمْ ﴾ [1]
''اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے''

---

[1] سُورۃ الاحزاب : ۵۱

دل بادشاہ ہے اور تمام اعضاء وجوارح اس کے تابع فرمان ہیں ! جب دل نیکی اختیار کرتا ہے تو رعیت یعنی اعضائے مختلفہ بھی اس کی پیروی میں صلاح وفلاح کی راہ اختیار کرتے اور نیک بن جاتے ہیں !

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ دل جو ایک پارۂ گوشت ہے اگر وہ نیک ہو جائے تو سارا جسم نیک ہو جائے اس کے برعکس جب دل برائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو تمام بدن برا ہو جاتا ہے شیخ طریقت برہانِ حقیقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ سری سقطیؒ کی خدمت میں باریاب ہوا، دیکھا کہ شیخ (علی الرحمۃ) بری طرح رو رہے ہیں اور وہاں پانی کا برتن ٹوٹا ہوا پڑا ہے ! میں نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کے اس گریہ وزاری کا کیا سبب ہے ؟ جواب میں فرمایا کہ میرے بیٹے ایک مدت سے میرے دل میں ٹھنڈا پانی پینے کی آرزو تھی اور میں چاہتا تھا کہ مٹی کا ایک نیا کوزہ میسر آجائے تاکہ اس میں پانی ٹھنڈا کر کے پیوں، بہت مدت کے بعد یہ حاصل ہوا، کل رات میں نے اس میں پانی بھر کر رکھ دیا کہ صبح تک ٹھنڈا ہو جائے، وقتِ سحر خواب میں دیکھا کہ بہشت کی ایک حور اپنے جمال بے مثال کے ساتھ میرے پاس آئی ! میں اس کے حسن وجمال کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ جواب دیا کہ میں اس شخص کے لیے ہوں جو نئے مٹی کے کوزے سے ٹھنڈا پانی پیے ۔ پھر غیرتِ حسن سے مجبور ہو کر اُس نے کوزہ پر ہاتھ مارا، کوزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور تمام پانی بہہ گیا، میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ واقعی کوزۂ آب ٹوٹ گیا ہے اور پانی بہہ گیا ہے، اب اس خیال سے کہ دل کی ایک ادنیٰ خواہش پر میں اس حد تک موردِ عتاب قرار دیا ہوں، میری ندامت بھری آنکھوں سے بے اختیار حسرت کے آنسو بہہ رہے ہیں !

☆ دوسرے نادیدنی چیزوں سے آنکھوں کی حفاظت ہے، خدائے تعالیٰ رسول اکرم ﷺ سے فرماتا ہے

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (سُورۃ النور : ۳۰)

''(اے محمد) ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھیں اور اپنے اعضائے جنسی کی حفاظت کریں کہ یہی باتیں انہیں تمام برائیوں سے پاک کرنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن تمام چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں''

اس بارۂ خاص میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نظر سے پرہیز کرو کہ نظر دل میں آرزو پیدا کرتی ہے اور نظر کرنے والے کے لیے یہی خواہش فتنہ بن جاتی ہے !

☆ تیسرے تجھ پر کانوں کی حفاظت لازم ہے جس کے ذریعہ تو اپنے کانوں کو فحش اور فضول باتوں کے سننے سے بچاسکے ! یاد رکھ کہ سننے والا بھی کہنے والے کے ساتھ گناہ میں شریک ہوتا ہے ''سننا'' بہت سے خطرات پیدا کرتا ہے اور اس سے دل میں گوناگوں وسوسے جنم لیتے ہیں جن سے دل اور اس کے اتباع میں تمام جسم بہت سی ایسی مشغولیتوں میں گھر جاتا ہے جو طاعت وعبادت کے لیے پھر کوئی جگہ نہیں چھوڑتیں !

☆ چوتھے زبان کی حفاظت ہے جو تیرے لیے ضروری ہے ! حضرت سفیانؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی چیز ہے کہ جس سے آپ میرے بارہ میں ڈرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ چیز یہ ہے !

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا نفس اِس پر تو قادر ہے کہ میں گرمیوں کے موسم میں بصرہ جیسے گرم شہر میں رہتے ہوئے روزہ رکھ لوں لیکن میں ایک کلمہ لایعنی کو ترک نہیں کرسکتا یعنی یہ ممکن نہیں کہ میری زبان سے کوئی لایعنی بات نکلے جب ایسا ہے تو زبان کی حفاظت تیرے لیے اور بھی ضروری ہوگئی !

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب صبح کا وقت ہوتا ہے تو تمام اعضائے جسمانی زبان سے کہتے ہیں کہ تجھے ہم خدائے عزوجل کی قسم دیتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تو راست گفتار رہے ! جب تو سیدھی رہے گی تو ہم سب سیدھے راستے پر چلیں گے اور جب تو کج رفتار ہوجائے گی تو ہم سب بہک جائیں گے !

☆ پانچویں یہ ہے کہ تو اپنے دست وپا کو غلط چیزوں کو حاصل کرنے اور بری جگہوں پر جانے سے روکے مختصر یہ کہ خاصانِ خدا کا روزہ تمام شیطانی راستوں کے مسدود کردینے اور تمام برائیوں کے نفوذ کی راہوں کو تنگ سے تنگ کردینے سے عبارت ہے !

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان سرایت کرتا ہے ابن آدم کے جسم میں خون کے جاری ہونے کی جگہوں سے یعنی جس طرح لوگوں میں خون گردش کرتا ہے اسی طرح روحِ شیطانی بھی ابنِ آدم کے جسم میں سرایت کر کے خون کی طرح گردش کرتی ہے ! پس کوشش کرو کہ اس کے نفوذ کی راہیں تنگ کردو، اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اعضاء کی شہوانی خواہشات سے حفاظت کی جائے ! اس لیے کہ شیطان انسان کے قلب تک راہ نہیں پاتا مگر شہوانی خواہشات کی وساطت سے !

جب خاصانِ الٰہی کا روزہ جو اَبرار کہلاتے ہیں یہ ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں تمام اعضائے بدن اور قوائے جسمانی کی حفاظت کرتے ہیں تاکہ تمام عیوب و ذنوب یعنی گناہوں اور بداعمالیوں سے بچ سکیں اور نیکی پر قائم و دائم رہیں، تاکہ اللہ پاک ان روزوں کی برکت سے جو ہمیشہ رکھتے ہیں تیسرے قسم کے روزوں کی توفیق انہیں ارزانی فرمائے۔

روزے کی اس تیسری قسم یعنی صومِ حقیقی مقربانِ بارگاہِ الٰہی اور غلامانِ حضرت رحمت پناہی کے لیے ہے کہ وہ آشکارہ پنہاں غیرحق اور محبت غیرحق سے پرہیز کریں، اس طرح ان کا روزہ ان کو غیراللہ اور ان کی محبت سے منزہ و مبرا کر دیتا ہے اور وہ اس مژدۂ جاں افزا کے خلعتِ لطیف اور تشریف شریف سے نوازے جاتے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (فعل مجہول کی قرأت کے ساتھ) یعنی (روزہ خاص میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں خود بن جاؤں گا''

از غیر تو دارم ہمہ روز روزہ
ہر شب کنم از عطائے تو دریوزہ
تا روزۂ من ترا قبول اُفتد
جان و دلِ من بروزہ اند ، ہر روزہ

''ہر دن میں تیرے سوا خیال سے پرہیز کرتا ہوں، یہی میرا روزہ ہے ! ہر رات میں تیری بخششوں کے لیے تجھ سے دریوزہ کرتا ہوں تاکہ تو اپنی عنایت بے نہایت سے میرے روزے کو قبول فرمائے ! میرے دل و جان ہر روز روزہ دار رہتے ہیں''

جب یہ مقربانِ بارگاہ جو اَخص خواص ہیں روزہ رکھتے ہیں یعنی اس کارخانۂ افعال و آثار سے رخت فکر باہر لے جاتے ہیں، اس کی حدود سے بلند ہوجاتے ہیں اور شیون وصفات کے اُن حجابات اور پردوں کو جلادیتے ہیں جو تمام آثار واَفعال کے مبادی و سرچشمہ ہیں تو ان کا قبلۂ مراد اور کعبہ مقصود صرف ذاتِ واجب الوجود ہوتی ہے اور کوئی دوسرا خیال ان کے قریب نہیں آتا !

بیروں ز حدودِ کائنات است دلم
بترز احاطۂ جہات است دلم
فارغ ز تقابل صفات است دلم
مراۃِ تجلیاتِ ذات است دلم

''میرا دل کائنات کی حدوں سے بلند ہوگیا ہے، میرا دل احاطۂ جہات سے بالاتر ہوگیا ہے، میرا دل تقابلِ صفات سے بے نیاز ہوگیا ہے، میرا دل تجلیاتِ ذات کا آئینہ بن گیا ہے'' (از صحائفِ معرفت)

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مارچ ۱۹۹۳ء بحوالہ ماہنامہ بینات اپریل ۱۹۹۲ء)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

فضیلت کی راتیں

قسط : ۲

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ماہِ شعبان کی فضیلت :

یوں تو ہر دن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے مگر کچھ دن اور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے اُن میں سے ایک مہینہ شعبان المعظم کا بھی ہے اس مہینہ کی احادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا'' [۱]

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ یوں دُعا فرماتے : یا اللہ رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا'' [۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ (شعبان میں) اتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ اِفطار نہ کریں گے اور کبھی آپ اِفطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا'' [۳]

اس حدیث کے پیشِ نظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے ؟ تو اِس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ

---

[۱] مسند فردوس دیلمی [۲] الدعوات الکبیر ج ۲ ص ۱۴۲ ۔ مشکوۃ شریف ص ۱۲۱ [۳] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۱۷۸

''شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں اس مہینہ میں اللہ رب العلمین کے حضور میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میری آرزو یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو'' ؎۱

شبِ براء ت کی فضیلت :

ماہِ شعبان المعظم میں ایک بڑی فضیلت والی رات آتی ہے اس رات کے کئی نام ہیں :
(۱) لَیْلَةُ الْبَرَاءَ ةِ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات (۲) لَیْلَةُ الصَّکِّ یعنی دستاویز والی رات (۳) لَیْلَةُ الْمُبَارَکَةِ یعنی برکتوں والی رات ۔ عُرفِ عام میں اسے '' شبِ براء ت'' کہتے ہیں ! شب کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اور براء ت عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں ، یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے ۔ احادیثِ مبارکہ میں اس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے ، ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں'' ؎۲ کہتے ہیں کہ عرب میں اس قبیلہ کے پاس تقریبًا بیس ہزار بکریاں تھیں ، اندازہ فرمائیے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے ؟ اُن کا شمار کرنا بھی انسان کے بس کی بات نہیں ، اس سے معلوم ہوا کہ اس رات میں اتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا !

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ '' جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ میں اُس کو بخش دُوں ؟ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسے رزق دُوں ؟ کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اُسے (تکلیف) سے نجات دُوں ؟ کیا کوئی ایسا ہے ؟ کیا کوئی ایسا ہے ؟ غرض تمام رات اسی طرح دربار رہتا ہے اور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتی کہ فجر ہو جاتی ہے (اور دربار برخاست ہو جاتا ہے)'' ؎۳

؎۱ فضائل الاوقات ص ۱۲۵ ، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۳ ؎۲ ترمذی ج ۱ ص ۱۵۶ و ابن ماجہ ص ۱۰۰
؎۳ نسائی ج ۱ ص ۲۵۱

شبِ براءت میں کیا ہوتا ہے ؟

حضورِ انور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں
"تمہیں معلوم ہے شعبان کی اس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے ؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے"[1]

ایک اعتراض اور اُس کا جواب :

یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اس کا کیا مطلب کہ اس شب میں انسان کو ملنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے ؟

اس اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کرکے اُن فرشتوں کے سُپرد کردی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں ! الغرض اس رات میں پورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے، رزق، بیماری، تنگی، راحت و آرام، دُکھ، تکلیف حتی کہ ہر وہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اُس کا وقت بھی اِسی شب میں لکھا جاتا ہے !

ایک روایت میں ہے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مہینے کی پندرہویں شب میں مَلَکُ الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اس رجسٹر سے نقل کرلو ! کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے، کوئی کوٹھی اور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے مگر اُس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جاچکا ہے[2]

---

[1] الدعوات الکبیر ۲/ ۱۴۶، مشکوۃ شریف ۱/ ۱۱۵ [2] لطائف المعارف ص ۱۴۸ ، مصنف عبدالرزاق ۴/ ۳۱۷

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا پندرہویں شب میں معمول :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور لباس تبدیل فرمانے لگے لیکن پورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہو گئے اور لباس زیبِ تن فرمایا ! اس پر مجھے سخت رشک آیا اور گمان ہوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جا رہے ہیں ! آپ کی روانگی کے بعد میں بھی پیچھے پیچھے چلی، یہاں تک کہ میں نے آپ کو ''بقیعِ غرقد'' (جنت البقیع) میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ مسلمان مرد وزَن اور شہداء کے لیے مغفرت طلب فرما رہے ہیں ! یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا : میرے ماں باپ آپ پر قربان ! آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اور میں دُنیاوی کام میں لگی ہوئی ہوں ! اس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی، میں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اتنے میں آپ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پھول رہا ہے ؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لا کر لباس تبدیل فرمانے لگے، ابھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیبِ تن کیا، اس پر مجھے رشک آیا اور خیال ہوا کہ آپ کسی اور زوجہ کے گھر تشریف لے جا رہے ہیں تا آنکہ میں نے آپ کو قبرستان میں دُعا میں مشغول دیکھا۔ اس پر آپ نے اِرشاد فرمایا اے عائشہ ! کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول تم پر کوئی ظلم و زیادتی کرے گا ؟

واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اُنہوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں شب ہے جس میں قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور مشرک ، کینہ ور ، قطع تعلقی کرنے والے ، بدسلوک ، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے ، والدین کے نافرمان اور عادی شراب خور کی طرف اِس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے ! ! اس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اور فرمایا اے عائشہؓ شب بیداری کی اجازت ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق، چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے اور عبادت کرنے لگے ! دورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے آپ کی قبضِ رُوح کا گمان ہوا ، میں اُٹھ کر آپ کو

دیکھنے بھالنے لگی، میں نے آپ کے تلوؤں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی، اس پر مجھے خوشی ہوئی، میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کرلو اور دُوسروں کو بھی ان کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں'' [۱]

شبِ براءت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اِس برکت والی رات میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اور اُن پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی ! ذیل میں ایسے بدقسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو :

(۱) مُشرک (۲) جادُوگر (۳) کاہن و نجومی (۴) بغض اور کینہ رکھنے والا (۵) جلاّد (۶) ظُلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (۷) باجا بجانے والا اور اُن میں مصروف رہنے والا (۸) جُوا کھیلنے والا (۹) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۱۰) زانی مرد و عورت (۱۱) والدین کا نافرمان (۱۲) شراب پینے والا اور اُس کا عادی (۱۳) رشتہ داروں اور مسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلقی کرنے والا

یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کی اس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اور رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں ! اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالے اور غور و فکر کرے کہ کہیں ان عیبوں میں سے میرے اندر تو کوئی عیب اور بُرائی نہیں ! ! اگر ہو تو اُس سے توبہ کرے اور حق تعالیٰ کی طرف رُجوع کرے، یہ خیال نہ کرے کہ میرے اتنے اور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے یہ شیطانی خیال ہے !

---

[۱] ماثبت بالسنة ص ۱۷۳

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حکم :

آنحضرت ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور دُوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دیتے تھے، خاص طور پر پندرہویں شب کے روزے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ ''جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اور (اگلے) دن کا روزہ رکھو'' (اِبن ماجہ)

شبِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے :

(۱) اس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے (۲) قبرستان جانا اور مسلمان مردوزَن کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے (۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے

اس شب میں صلوٰۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں، ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے اس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں، عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں !

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ''اَیَّامِ بِیْض'' کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے، اس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا، چراغاں نہ کیا جائے کیونکہ اوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں دُوسرے اس میں اسراف ہے، بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہوجاتے ہیں، شریعت سے اس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں ! بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شوروغوغا کرتے ہیں اس سے بچا جائے اس کا سخت گناہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف

﴿ مولانا محمد حسین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید ﴾

"صُفہ" اسلام کا پہلا مدرسہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد قائم فرمایا اور اصحابِ صُفہ اس کے پہلے طلباءِ علوم تھے اور حضور اکرم ﷺ اس کے پہلے معلم تھے "جامعہ مدنیہ جدید" کے دارُالحدیث سے بلند ہونے والی صدا قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جامعہ مدنیہ جدید صرف ایک علمی ادارہ نہیں بلکہ کلمہ حق کی بلندی کے لیے ایک اصلاحی اسلامی تحریک بھی ہے ! ادارہ ہر قسم کے تعصّبات سے ہٹ کر قرآن وحدیث کے علوم اور ائمہ کرامؒ کے فقہی اصولوں کی اشاعت کے ذریعے علم کی روشنی پھیلا رہا ہے !

جامعہ مدنیہ جدید کے قیام کا مقصد قرآن وحدیث کے علوم کی اشاعت، فقہی اصولوں کا تعارف، مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا، زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے ماہر علماء اور مفکرین تیار کرنا جو علیٰ وجہ البصیرت دعوت وتبلیغ اور تحقیق کا کام کر سکیں۔

جامعہ مدنیہ جدید روزِ اوّل سے ہی تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی بنیادوں پر قائم ہے جامعہ سے متصل خانقاہِ حامدیہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ باطنی واخلاقی اصلاح وتربیت کا بھی بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے جس کے لیے باقاعدہ خانقاہی نظام قائم ہے ! اس کے علاوہ جدید علوم سے بھرپور اِستفادہ کے لیے بھی مختلف شعبہ جات قائم ہیں جو جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی زیرِنگرانی وسربراہی میں خوب کام کر رہے ہیں، والحمد للہ !

اُنسٹھویں (۵۹) تکمیلِ بخاری شریف کی تقریب ۲۰ رجب ۱۴۴۴ھ/ ۱۲ر فروری ۲۰۲۳ء بروز اتوار جامعہ کی مسجدِ حامد شارعِ رائیونڈ لاہور میں منعقد ہوئی ، بانئ جامعہ مدنیہ جدید شیخ الحدیث حضرت اقدس حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حسبِ خواہش اور اِرادے کی مرحلہ وار

تکمیل کا عمل تیزی سے جاری ہے صرف اٹھارہ برس میں جامعہ سے ایک ہزار تین سو ترپن (۱۳۵۳) علماء سندِ فضیلت حاصل کرکے ملک و بیرونِ ملک مختلف علاقوں میں دینی خدمات میں مصروف ہیں، والحمدللہ !

آج حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ صدارت دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کے لیے محفل منعقد کی گئی۔

مسجدِ حامدؒ کے وسیع صحن میں طلبۂ دورہ حدیث سروں پر عمامے باندھے صحیح بخاری شریف اپنے سامنے تپائیوں پر سجائے اسٹیج کے سامنے موجود تھے اور اسٹیج کے دائیں اور بائیں اساتذہ اور مشائخ کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا، مسجد کا وسیع و عریض صحن طلباء اور مہمانوں کے اِژدحام کی وجہ سے اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تنگ پڑ گیا، اساتذۂ کرام کی زیرِ نگرانی نظم وضبط دیدنی تھا، چاق و چوبند طلباء کی ایک جماعت مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لیے مسجد کے مرکزی دروازہ پر موجود تھی، گاڑیوں کی سلیقے سے پارکنگ کروانے کے لیے طلباء کی ایک فعال جماعت موجود تھی اور مسجد کے داخلی دروازہ پر جامعہ کے شعبہ مالیات کا اسٹال موجود تھا، مسجد کی اندرونی اور بیرونی دیواروں پر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور بانی جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے مزین فلیکس اور بیرونی دیواروں پر طلباء کی طرف سے معزز مہمانوں کے لیے استقبالیہ فلیکس آویزاں تھے !

تقریب کا آغاز بعد نمازِ ظہر ڈیڑھ بجے تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، تلاوت قرآن کی سعادت جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ قاری محمود الحسن صاحب نے حاصل کی بعدازاں نعتِ رسولِ مقبول جامعہ کے طلباء کرام شیراز اَحمد، ظفر علی، ممتاز عالم، محمد سعد اور ننھے نعت خواں محمد اَحمد نے پیش کیں، جامعہ کے ننھے طالب علم قاری ضیاء الرحمن رازق نے ختمِ بخاری کی مناسبت سے نظم پیش کی خصوصی طور پر بزمِ حسان کے نعت خواں حق نواز صاحب چنیوٹی نے طلباءِ کرام کے لیے چند اشعار پیش کیے اس موقع پر جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد مولانا محمد قاسم صاحب نے مولانا کی یاد میں خصوصی اشعار کہے، جامعہ کے اسی سال دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے خوش نصیب

طالب علموں مولانا منصف زمان نے عربی اور مولانا عبداللہ رانا اور مولانا زین العابدین صاحبان نے انگلش میں اپنے خیالات کا اظہار کیا !

بعد ازاں اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کا اصلاحی بیان ہوا اور اس کے بعد نائب مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب نے ولولہ انگیز انداز سے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو دعوتِ خطاب دی اور طلباء کرام نے نعروں کی گونج سے حضرت کا بھرپور استقبال کیا شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم نے طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اور سیر حاصل تقریر فرمائی (یہ بیان قارئینِ کرام اگلے ماہ انوارِ مدینہ میں ملاحظہ کرسکیں گے)

دورۂ حدیث سے فارغ التحصیل طلباءِ کرام کو شیخ الحدیث مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم اور تمام اساتذۂ کرام نے دستارِ فضیلت پہنائیں اس موقع پر طلباء اور ان کے والدین کی خوشی دیدنی تھی جامعہ مدنیہ جدید کی طرف سے دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے طلباء کو کتب تحفہ میں دی گئیں اور جامعہ کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے اوّل، دوم، سوم اور صاحبِ ترتیب طلباء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم نے خصوصی انعامات سے نوازا !

اس موقع پر جامعہ مدنیہ جدید کے دو فضلاءِ کرام مولانا عبداللہ بن مولانا محمد یونس اور مولانا دانیال احمد ولد مولانا محمد یونس صاحب جنہوں نے ایک برس میں بخاری شریف مکمل حفظ کی ان کو بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم اور تمام اساتذہ کرام نے دستارِ فضیلت عطا کی، والحمد للہ !

بعد ازاں راقم الحروف نے جامعہ مدنیہ جدید کا مختصر تعارف پیش کیا اور احباب کو توجہ دلائی گئی کہ جامعہ مدنیہ جدید و مسجدِ حامد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، اس ادارہ میں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانے پر جاری ہیں، جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اہلِ خیر حضرات کی دعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجئے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجئے تاکہ صدقہ جاریہ کا سامان ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید میں مختلف شعبے کام کر رہے ہیں : شعبہ حفظ و ناظرہ ، تجوید و قرأت، درسِ نظامی، تخصص فی الحدیث، تخصص فی الفقہ ، دارُ الافتاء، شعبہ عصری علوم (سکول)،شعبہ کمپیوٹر (ابتدائی کمپیوٹر ڈویلپمنٹ، ربوٹکس اینڈ آٹومیشن)،شعبہ نشرواشاعت (ماہنامہ انوارِ مدینہ و مکتبة الحامد)، خانقاہِ حامدیہ، الحامد ٹرسٹ، مستشفیٰ الحامد (ڈسپنسری)،مکتبۂ جبریل اور شعبہ برقیات۔

انتظامیہ کی طرف سے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا گیا، بعدازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم کی رِقت آمیز دُعا پر مجلس کا بخیر وخوبی اختتام ہوا۔

تقریب کے اختتام پر آنے والے مہمانانِ گرامی کے لیے ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے ،آمین۔

اس تقریب کی مکمل کارروائی جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر سن سکتے ہیں

www.jamiamadaniajadeed.org

✪ ✪ ✪

وفیات

۲۲رفروری کو جامعہ مدنیہ جدید میں درجہ سادسہ کے طالب علم محمد وقار بن محمد یونس جنرل ہسپتال لاہور میں وفات پاگئے ان کی نمازِ جنازہ جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم نے پڑھائی بعدازاں ان کی میت آبائی علاقہ کوٹ رادھاکشن قصور لے جائی گئی۔

۲۷رفروری کو پھول نگر کے رانا محمد جمیل صاحب کا کم سن نواسہ ناگہانی حادثہ میں وفات پا گیا اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ،آمین

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو،آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ،آمین۔

نتائج سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف (۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء)

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

نمبر شمار	اسم الطالب	اسم الاب	المديرية	حاصل کردہ نمبر	تقدير
1	اديب احمد	امتياز	قصور	330	جيد
2	اعجاز الحق	محمد ساون	رحيم يار خان	539	ممتاز
3	اويس احمد	محمد افضل	قصور	370	جيد جدًا
4	تيمور شاه	عبدالظاهر شاه	كوئٹه	466	جيد جدًا
5	ثناء الله	برات خان	لاهور	355	جيد جدًا
6	جميل احمد	محمد سليم	كوئٹه	343	جيد
7	جنيد خان	فضل عظيم	سوات	557	ممتاز (دوم)
8	حافظ ابرار احمد	محمد رزاق	قصور	383	جيد جدًا
9	حافظ انور خان	عبدالخالق خان	قصور	318	جيد
10	حافظ محمد شكيل	خليل احمد	قصور	329	جيد
11	حذ يفه خالد	خالد رشيد	ٹوبه ٹيك سنگھ	518	ممتاز
12	رحيم الله	محمد ابراهيم	تخار	400	جيد جدًا
13	زين العابدين	عبدالغفار	كراچی	413	جيد جدًا
14	سميع الله	محمد كريم شاه	تور غر	296	جيد
15	سيد بلال شاه	سيد منصور علی	لاهور	321	جيد
16	صبغت الله	عبدالغفور	لاهور	327	جيد
17	ضياء الرحمن	بشير حسين	مانسهره	321	جيد
18	ظفر علی	محمد انور	مانسهره	342	جيد

19	عبدالباقی	عبدالعزیز	تخار	519	ممتاز
20	عبدالصمد	محمد یونس	خانیوال	367	جید جدًا
21	عبدالکریم	عبداللطیف	ہرنائی	336	جید
22	عبداللّٰہ	رانا عبدالرؤف	لاہور	447	جید جدًا
23	عتیق الرحمٰن	محمد رفیق	ایبٹ آباد	377	جید جدًا
24	عمر حیات	محمد سائیں	نارو وال	409	جید جدًا
25	فضل الرحمٰن	عبدالرزاق	ژوب	293	مقبول
26	محسن علی	محمد علی	قصور	540	ممتاز (سوم)
27	محمد احمد سلام	محمد ادریس	قصور	335	جید
28	محمد افضل	لیاقت علی	قصور	331	جید
29	محمد بابر	نور محمد	قصور	385	جید جدًا
30	محمد بشارت خان	محمد افسر خان	ہری پور	295	جید
31	محمد تسنیم	محمد اکرم	قصور	416	جید جدًا
32	محمد تنویر قمر	نور احمد	قصور	347	جید
33	محمد حسن	نصرت الدین	کوئٹہ	366	جید جدًا
34	محمد رفیق	منیر احمد	ڈیرہ غازی خان	350	جید
35	محمد ریاض	آس محمد	قصور	337	جید
36	محمد ساجد	محمد اسلام طاہر	قصور	318	جید
37	محمد سرفراز احمد	راجہ تنویر احمد	لاہور	346	جید
38	محمد سعد	عمر حیات	کوہاٹ	415	جید جدًا
39	محمد سعد	محمد عامر	لاہور	418	جید جدًا
40	محمد سلطان	عبدالرحمٰن	مانسہرہ	377	جید جدًا

41	محمد شعیب	محمد فاروق	لاہور	308	جید
42	محمد شعیب	عبدالغفور شاھد	ہرہ پور	430	جید جدًا
43	محمد شعیب	محمد شفیع	مانسہرہ	391	جید جدًا
44	محمد شمس الحق	عبدالستار ضیاء	راجن پور	483	ممتاز
45	محمد صداقت علی	نصیر احمد	ڈیرہ غازی خان	534	ممتاز
46	محمد عابد	محمد دین	قصور	561	ممتاز (اوّل)
47	محمد عاطف	محمد یونس	کوئٹہ	300	جید
48	محمد عامر	محمد الیاس	لاہور	508	ممتاز
49	محمد عباس	محمد اسماعیل	لاہور	321	جید
50	محمد عثمان	محمد شبیر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	372	جید جدًا
51	محمد عمر	خادم حسین	چکوال	361	جید جدًا
52	محمد عمر	مولانا محمد حسن	لاہور	535	ممتاز
53	محمد عمر	محمد سلیم	لاہور	316	جید
54	محمد عنصر	محمد مرسلین	اوکاڑہ	306	جید
55	محمد فیصل	محمد جمیل خان	لاہور	337	جید
56	محمد ممتازعالم	عالم شیر	لاہور	508	ممتاز
57	محمد نعمان	محمد عثمان	نارو وال	355	جید جدًا
58	محمد نوید	عمر خان	قصور	319	جید
59	محمد وقار انجم	نور محمد	لاہور	526	ممتاز
60	محمد یوسف	محمد رضاء	لیہ	409	جید جدًا

61	مزمل حسین	نذیر احمد	شیخوپورہ	537	ممتاز
62	منصف زمان	خان زمان	پشاور	535	ممتاز
63	ناصر احمد	عزیز محمد	چترال	402	جید جدًا
64	وقاص احمد	مجاھد	شانگلہ	359	جید جدًا
65	یاسر ظفر	ظفر اقبال	لاھور	327	جید

بقیہ : حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

اور چونکہ آپ کے اِرشاد سے اُنہوں نے غزوۂ بدر کی شرکت سے محرومی منظور کی تھی اس لیے آنحضرت ﷺ نے اُن کو اِس مبارک غزوہ میں شریک ہی مانا اور مالِ غنیمت میں ان کا حصہ بھی لگایا ! جس روز حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ پہنچے اُسی روز حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی ! ابھی اِن کو دفن کر ہی رہے تھے کہ اللہ اکبر کی آواز آئی ! حضرت عثمانؓ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ تکبیر کیسی ہے ؟ لوگوں نے توجہ سے دیکھا تو نظر آیا کہ حضرت زید بن حارثہؓ سید عالم ﷺ کی اُونٹنی پر سوار ہیں اور معرکہ بدر سے مشرکین کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری لے کر آئے ہیں۔ حضرت رقیہؓ کے جسم مبارکہ پر سوزش والے آبلے اور زخم پڑ گئے تھے اسی مرض میں وفات پائی ! سید کونین ﷺ غزوۂ بدر کی شرکت اور مشغولیت کی وجہ سے ان کی تدفین میں شریک نہ ہو سکے تھے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۳ ؍فروری بروز جمعہ بعد نمازِ عصر قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی، مختلف اُمور پر گفتگو ہوئی، بعد اَزاں نمازِ عشاء کے بعد حضرت واپس تشریف لے گئے

۱۲ ؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/ ۴ ؍فروری ۲۰۲۳ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ اِمتحانات کا انعقاد ہوا اور ۲۱ ؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/ ۱۳ ؍فروری ۲۰۲۳ء سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

۲۰ ؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/ ۱۲ ؍فروری ۲۰۲۳ء بروز اتوار جامعہ میں ''ختم بخاری شریف ودَستار بندی'' کی پُر وقار تقریب بعد نمازِ ظہر تا عصر منعقد ہوئی والحمد للہ۔

۲۶ ؍رجب ۱۴۴۴ھ/ ۱۸ ؍فروری ۲۰۲۳ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات منعقد ہوئے جس میں جامعہ کے کل 165 طلباء نے شرکت کی۔

۴ ؍شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/ ۲۵ ؍فروری ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم نے دورۂ صرف ونحو کا آغاز کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین

۴ ؍شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/ ۲۵ ؍فروری ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ سے جامعہ مدنیہ جدید میں علماء وطلباء کے لیے جامعہ کے فاضل مولانا ذیشان صاحب چشتی کی زیرِنگرانی ''15 روزہ کمپیوٹر کورس'' کا آغاز ہوا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۱۶ ؍فروری کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا اظہار الحق صاحب عمرہ کی سعادت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۲۶ ؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے بیڈن روڈ پر واقع مدرسہ حبیبیہ دارُالقرآن کے جلسہ تقسیم اَسناد میں شرکت کی اور حاضرین سے مختصر بیان فرمایا بعد ازاں حفاظ کرام کی رُومال پوشی اور انعامات تقسیم کیے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

+92 - 333 - 4249302   +92 - 333 - 4249301

+92 - 335 - 4249302   +92 - 345 - 4036960

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org